مفتی اعظم ہند

اپنے فضل و کمال کے آئینے میں

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

مفتی اعظم ہند اپنے فضل وکمال کے آئینے میں

مؤلف : مولانا محمد ثقلین ترابی نوری حفظہ اللہ تعالی
مولانا محمد سلیم رضوی حفظہ اللہ تعالی
موضوع : فضائل ومناقب، سیرت
زبان : اردو
پیشکش : دار التحقیقات انٹر نیشنل (+92 342 0524143)
Daruttahqiqatinternational@gmail.com
ناشر : صابیا ورچوئل پبلی کیشن
ڈیزائننگ : پیورسنی گرافکس
سنہ اشاعت : محرم الحرام 1444 ہجری (اگست 2022 عیسوی)
صفحات : 50
قیمت : ---

Sabiya Virtual Publication
Powered by Abde Mustafa Official

Contact : +919102520764 (WhatsApp)
Mail : abdemustafa78692@gmail.com

CONTENTS

﴾دار التحقیقات انٹرنیشنل: مختصر تعارف واہداف﴿

دار التحقیقات انٹرنیشنل علاقائی، لسانی، عصبی خیالات سے مبرء ایک خالص مذہبی اور اسلامی تحریک ہے۔ اصلاح معاشرہ، مذہبی فسادات کے خاتمہ، علوم شریعہ اور مستند لٹریچر کے ذریعے اہل سنت کے درمیان اتحاد اور جمیع مسلمین تک اسلام کی تعلیمات کو پہچانے کے لئے اس تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔ اس تنظیم کا ایک مقصد دنیا بھر کے علماء اہلسنت کو یکجا کر کے انہیں انکی تحریرات، تقریرات و دیگر امور کے لئے انہیں ایک عظیم پلیٹ فارم مہیہ کرنا بھی ہے تاکہ تعلیمات اسلام کو باآسانی دیگر مسلمانوں تک پہنچایا جاسکے۔

دار التحقیقات انٹرنیشنل خواہاں ہے کہ ہر ایسے کام کو احسن انداز سے سرانجام دیا جائے جس کا تعلق اصلاح معاشرہ، مسلمانوں کی باہمی دوری کا خاتمہ، اور اہل اسلام سے متعلقین لوگوں تک اسلام کی حقیقی روح پہچانے سے ہو۔ اور اکثر شعبوں میں دار التحقیقات کی نمایاں کارکردگی لوگوں پر روز روشن کی طرح واضح ہے۔

دار التحقیقات انٹرنیشنل کے اہداف:

- دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے خاص طور پر اور اسلام سے تعلق رکھنے والوں کے لئے عام طور پر دینی کتب کا آسان اور جدید انداز میں ترجمہ، شرح کرنا اور پھر انکی اشاعت۔
- سوشل میڈیا کے مختلف پیلیٹ فارمز پر دروس و خطابات کے ذریعے دنیا کے مختلف ممالک کے لوگوں تک رخ اسلام کو صحیح و واضح پہنچانا۔
- مختلف ممالک میں بولیں جانے والیں مختلف زبانوں میں خالص دینی لٹریچر کی تیاری۔ بعد ازاں اس دینی و اصلاحی لٹریچر کی اشاعت۔
- دنیا بھر میں اسلام کے خلاف بڑھنے والے فتنوں و فرقوں اور فسادات کی روک تھام کے لئے لائحہ عمل کی تیاری اور اس کے نفاذ کے لئے کوشاں رہنا۔
- ایسی ویب سائٹ کا قیام جس سے اسلام کی صحیح ترجمانی ہو اور رخ اسلام پورے عالم پر صحیح واضح ہو۔
- علماء و طلبہ سے التماس ہے کہ ہمارا زورِ بازو بنیں۔ اور ساتھ مل کر دین متین کی خدمت کریں۔

اخو کم عبد المصطفی سعدی ازہری

خادم دار التحقیقات انٹرنیشنل

ابتدائیہ

شہزادہ و خلیفہ اعلی حضرت، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان نوری علیہ الرحمہ ایک عظیم عالم دین، اور صوفی بزرگ تھے۔ آپ اپنے علم و فضل اور تقوی و کرامت کے باعث اپنے معاصرین میں ممتاز اور ان پر فائق تھے۔ آپ کی شخصیت کے تعارف میں اگر اتنا کہہ دیا جائے تو کافی ہے کہ آپ اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کے فرزند جمیل اور "الولد سرلابیہ" کے پیکر تھے۔ یعنی اعلی حضرت کے عکس و مظہر تھے۔ آپ کی تربیت قطب وقت و مجدد ملت اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے فرمائی۔ جس کا اظہار آپ کی زندگی کے ہر ہر لمحہ پر نگاہ ڈالنے سے ہوتا ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ مقبول ہر خاص و عام تھے۔ آپ کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ دیگر بزرگوں کی نسبت آپ کی حیات و خدمات پر کافی کام ہوا۔ آپ کی حیات و خدمات کے مختلف گوشے زیر بحث لائے گئے۔ زیر نظر رسالہ بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہ کوئی مستقل تصنیف نہیں۔ "جہان مفتی اعظم ہند" (مطبوعہ شبیر برادرز لاہور) سے ایک انتخاب اور اس کا مختصر خلاصہ ہے یا یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ اس میں بکھرے ہوئے موتیوں کو چند عنوانات کے تحت پرو لیا گیا ہے۔

اس رسالے کے وجود میں آنے کے اسباب کچھ یوں ہوئے ہیں کہ احقر نے بزرگان دین کی سیرت پر مضامین کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ حسب توفیق کسی بزرگ پر ان کی تاریخ وصال کی مناسبت سے چند نکات و حکایات پیش کر دیتا ہوں اس غرض سے کہ اخلاف کو اسلاف شناسی کی تحریک ملے۔ بزرگوں سے محبت میں اضافہ ہو۔ ایک گفتگو میں برادرم "مولانا ثقلین قادری نوری" کو کہا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ پر چودہ عنوانات ترتیب دے کر لکھنا چاہیے۔

ثقلین نوری بھی عجب استقامت کے حامل ہیں انہوں نے میرے الفاظ کو اپنے ذہن میں نقش کر لیا اور اگلے دن ہی فہرست بنا کر مجھے ارسال کر دی۔ پھر ان کا خامہ ایسا چلا کہ ماشاء اللہ پورا رسالہ چند دن میں تیار کر دیا۔ اس رسالہ کی تالیف میں فقیر چند مسائل کے باعث فقط ایک تحریر ہی لکھ سکا۔ اور چند تحاریر پر سرسری نظر کے بعد مشورے دے سکا اور تصحیح کروا سکا۔ ثقلین نوری کا بڑا پن اور وسعت ظرفی ہے کہ انہوں نے میرے منع کرنے کے باوجود میرا نام مؤلف کی حیثیت سے جدا نہیں کیا۔ آپ سے گزارش ہے کہ ہمارے لیے دعا فرمائیں کہ یہ کاوش قبول ہو اور سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے فیض کا ذریعہ بن جائے۔ آئندہ بھی ہمیں ایسی توفیق ملتی رہے۔

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مضامین پر ہنگم زندگی میں سے چند لمحات نکال کر مرتب کئے گئے ہیں۔ اور در حقیقت یہ تحاریر سوشل میڈیا کے لیے جدا جدا میسج کی صورت میں تھی جسے یکجا کر کے کتابی شکل دے دی گئی۔ اس تناظر میں دیکھتے ہوئے امید ہے آپ اس کاوش کو پسند فرمائیں گے۔ کسی قسم کی غلطی پر مطلع ہو تو ہمیں اطلاع فرمائیں۔ ہمیں دعوئ کمال نہیں، لفظوں کو استعمال کرتے اور برتتے ہوئے ہمیں بہت تھوڑا عرصہ ہی گزرا ہے۔۔۔

احقر سلیم رضوی

* "آئینۂ حیات حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ " *

از قلم: محمد ثقلین ترابی نوری/محمد سلیم رضوی

عکسِ اعلیٰ حضرت سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی ذات مقدس محتاج تعارف نہیں۔ پوری دنیا آپ کو مفتیٔ اعظم ہند کے لقب سے جانتی ہے۔ آپ نے ہندوستان کے اکثر اضلاع اور صوبوں کا شہر شہر، قریہ قریہ دینی تبلیغی دورہ کیا، آپ کے دست حق پرست پر کئی غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے اور کئی بدعقیدہ دولت ایمان سے مالامال ہوئے اور لاکھوں بد عمل و بے عمل افراد تائب ہو کر نیکوکار بن گئے۔ آپ نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا بے مثال تاریخ ساز فریضہ انجام دیا۔ ذیل میں آپ کی حیات طیبہ کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

ولادت:

۲۲/ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۰۷/جولائی ۱۸۹۲ء بروز شنبہ مبارکہ، بمقام محلّہ سوداگران، بریلی شریف۔

اسم گرامی:

پیدائشی نام محمد ہے حسب خواب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ آل الرحمٰن اور بحکم مرشد حضرت نوری میاں قدس سرہ ابوالبرکات محی الدین جیلانی عرف مصطفیٰ رضا ہوا۔

بیعت و خلافت:

سیدنا ابوالحسین احمد نوری نے ۲۵/جمادی الآخر ۱۳۱۱ھ چھ ماہ تین یوم کی عمر میں داخل سلسلہ فرمایا اور تمام سلاسل کی خلافت عطا فرمائی اور اعلیٰ حضرت سے بھی آپ کو خلافت و اجازت حاصل تھی۔

فراغت:

۱۸/سال کی عمر میں آپ نے جملہ علوم و فنون پر عبور حاصل کر کے سند فراغت حاصل کر لی۔

درس و تدریس:

فراغت کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں مسند درس و تدریس کو آپ نے رونق بخشی۔ آپ کے تلامذہ کی ایک طویل فہرست ہے۔

تاریخی فتویٰ اور فتویٰ نویسی:

تاریخی فتویٰ نس بندی (ضبطِ ولادت) کے خلاف خاص اہمیت رکھتا ہے، اور بہتّر (72) سال تک مسلسل مختلف مسائل پر تقریباً ایک لاکھ سے زائد محققانہ فتاوے آپ کے قلم فیض رقم سے صادر ہوئے۔

عقد مسنون:

اعلیٰ حضرت کے برادر اصغر مولانا محمد رضا خان صاحب کی اکلوتی صاحبزادی کے ساتھ ہوا، جو ۱۶/ جمادی الآخر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء کو وصال فرمائیں علیہا الرحمہ۔

* حج کی سعادت: *

1946ء میں پہلا حج، 1948ء میں دوسرا حج (ان دونوں حج کے موقعوں پر فوٹو نہ تھا)، اور 1971ء میں تیسرا حج مع اہلیہ ادا کیا (اس بار فوٹو کی پابندی تھی لیکن آپ نے فوٹو نہ بنوایا، حکومت ہند نے بغیر فوٹو پاسپورٹ کو جاری کر دیا، یہ حج آپ نے بغیر فوٹو کے ادا کیا جو کہ ایک تاریخی حج تھا)۔

* نقش سراپا: *

قد میانہ، چہرہ گول، پُر نور آنکھیں بڑی بڑی کالی چمکدار، بھنویں گنجان، پلکیں گھنی سفید ہالہ نما، رنگت سرخی مائل سفید گندمی، پتلے لب، چھوٹے دانت، ناک متوسط قدرے اٹھی ہوئی، کان متناسب قدرے دراز، رخسار بھرے گداز روشن، ہاتھ لمبے، انگلیاں موزوں، ہتھیلیاں بھری گداز، کلائیاں چوڑی، پاؤں متوسط، ایڑیاں گول، بدن نحیف۔

* دورہ تبلیغ: *

مفتیٔ اعظم ہند نے مدھیہ پردیش، بہار، بنگال، آسام، پنجاب، آندھرا پردیش، مہاراشٹر، گجرات، کرناٹک، یوپی، ہماچل پردیش، مدراس وغیرہ کے اکثر مقامات شہر و قریہ کا تبلیغی دورہ کیا۔

* شان تواضع: *

دستخط میں ہمیشہ "فقیر مصطفٰے رضا قادری غفرلہ" لکھتے، خان نہیں تحریر فرماتے۔

* تعداد مریدین: *

ہند و پاک کے علاوہ حجاز مقدس، مصر، حلب عراق، انگلستان، افریقہ، امریکہ، ترکستان، افغانستان، وغیرہ کے بڑے بڑے علماء و مشائخ بھی آپ کے مریدین میں شامل ہیں اور مریدوں کی تعداد ایک کروڑ سے بھی زائد بتائی جاتی ہے۔

* لباس: *

عمامہ زیادہ تر سفید یا بادامی، کرتا کلی دار، صدری جبّہ، پائجامہ چھوٹی موری کا، ٹوپی دو پلّی کڑھی ہوئی، جوتا ناگرہ، چھڑی سینگ کی یا لکڑی کی۔

* غذا: *

چپاتی شوربہ، فیرنی، رائتہ، لہسن کی چٹنی، کڑھی، چائے زیادہ گرم اور میٹھی اور پانی خوب ٹھنڈا استعمال فرماتے تھے۔

* جلال حق: *

ان کی بے مثال پرہیزگاری اور حق گوئی کا ایسا رعب و جلال تھا کہ حکومت ہند و سعودی عرب ہمیشہ گھبراتی رہی ان

کے آگے ہمیشہ باطل سرنگوں رہا۔

شعر وشاعری:

آپ کی نعتیہ شاعری بھی خاندانی وراثت ہے، آپ کا نعتیہ دیوان "سامانِ بخشش" کے نام سے مقبول خاص وعام ہے۔

یادگار:

دارالعلوم مظہر اسلام اور رضوی دار الافتاء آپ کی زندہ یادگاریں ہیں نیز ہندوستان کے مختلف صوبوں میں ہزاروں مدارس کی بنیاد رکھی جو آج بحمدہ تعالیٰ اپنی شان وشوکت کے ساتھ چل رہے ہیں۔

جانشین مفتیٔ اعظم:

حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنا جانشین اپنے نواسے فخرِ ازہر وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ مفسر اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ جنہیں دنیا "حضور تاج الشریعہ" کے لقب سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

وصال:

بعمر ۹۱/سال، ۱۴ محرم ۱۴۰۲ھ/۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء شب پنج شنبہ ۱ بجکر ۴۰ منٹ پر ہوا۔ لاکھوں افراد نے ملک وبیرون ملک سے حاضر ہوکر جنازے میں شرکت کی۔

(سالنامہ یادگار رضا 2006ء، حضور مفتیٔ اعظم نمبر، صفحہ 75 بتصرف قلیل وکثیر)

اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ کے درجات کو بلند فرمائے آپ کی مرقد مبارک پر رحمت ورضوان کی برسات فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

میرے مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ، "متقیٔ اعظم" بھی ہیں

(مظہرِ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند مصطفی رضا خان نوری علیہ الرحمہ)

محمد سلیم رضوی/محمد ثقلین ترابی نوری۔

اس فانی دنیا میں روزانہ نہ جانے کتنے افراد پیدا ہوتے ہیں اور اپنی حیات مستعار کے لمحات گزار کر موت کے دبیز اوٹ میں روپوش ہوجاتے ہیں پھر ان کے اعزا و اقربا مرورِ زمانہ کے ساتھ ان کی یادوں، ان کی باتوں کو فراموش کردیتے ہیں، لیکن اس فرش گیتی پر کچھ ایسی مقدس و پاک باز ہستیاں بھی جلوہ گر ہوتی ہیں جنہیں نہ تو اعزا و اقربا فراموش کرتے ہیں، نہ قرب و جوار کے لوگ بھولتے ہیں بلکہ اکناف عالَم میں ان کا چرچا ہوتا رہتا ہے، ان کی یادیں منائی جاتی ہیں، انہیں جلیل القدر شخصیات میں سے ایک، سیدی سرکار مفتیٔ اعظم ہند کی عبقری شخصیت ہے۔ آپ کی پوری زندگی زہد و ورع، تقویٰ وطہارت سے عبارت ہے۔ جس طرح آپ مفتیٔ اعظم ہند تھے، اسی طرح آپ متقیٔ اعظم بھی تھے۔

مفتیٔ اعظم ہند اور پابندیِ نماز:

حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان ازہری (علیہ الرحمہ) کے قلم حق طراز سے نکلے ہوئے الفاظ پڑھئے، آپ اپنا مشاہدہ تحریر فرماتے ہیں:

"ناگپور کے سفر میں حضرت، میں اور حضرت کا خادم ٹرین سے جا رہے تھے، ڈبہ میں بڑی بھیڑ تھی، حضرت آرام فرما رہے تھے، میں بڑا پریشان تھا کہ حضرت اس بھیڑ بھاڑ میں کیسے وضو فرمائیں گے اور کیسے نماز ہوگی.... ابھی اسی کشمکش میں ہی تھا کہ حضرت خود بخود بیدار ہوگئے اور بھیڑ نے خود راستہ دے دیا۔ حضرت نے وضو کیا اور پھر فرمایا: تم لوگ جگہ کردو ہم نماز پڑھیں گے، سبھی غیر مسلم تھے، اس میں سے ایک نے کہا جگہ تو ہے نہیں نماز کیسے پڑھیں گے؟ حضرت کو جلال آگیا اور فرمایا: ایک پر ایک چڑھ جاؤ، وہ ایک دوسرے سے سمٹ سمٹ کر کھڑے ہوگئے اور نماز کے لیے جگہ مل گئی اور حضرت کے طفیل ہم سب کو نماز مل گئی۔"

بارہا ایسا ہوا کہ نماز کے لیے ٹرین چھوڑ دی حتیٰ کہ اخیر وقت میں وصال سے چند گھنٹے قبل بھی نماز کا خیال رکھا اور سردی کے موسم میں باقاعدہ وضو کر کے کھڑے ہو کر نماز مغرب ادا کی۔

درج بالا سطور سے نہ صرف مفتیٔ اعظم ہند کی کرامت کا ظہور ہوتا ہے بلکہ ان کی احکام شرع پر سختی سے پابندی، تقویٰ اور بے خوفی کا اظہار ہوتا ہے۔

محتاط زندگی کی چند جھلکیاں:

حدیث رسول ﷺ "دع ما یریبک الی مالا یریبک" (ترمذی) کے مطابق ہر مشکوک سے اجتناب کرتے تھے، چند واقعات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مفتیٔ اعظم تقویٰ کے کس مقام رفیع پر فائز تھے۔

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی (جنہوں نے مفتی اعظم ہند کی صبح و شام دیکھی ہے، سفر و حضر دیکھا ہے) تحریر فرماتے ہیں:

"خادم ایک بڑے لوٹے میں نصف کے قریب پانی پاس ہی میں رکھ دیتا اور آپ اسی متوضا پر تشریف فرما ہوتے جہاں وضو کے لیے پائپ لگے ہوتے ہیں پہلی بار جب میں نے یہ حالت دیکھی تو مجھے طول عمل معلوم ہوا۔ لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ نل سے وضو کرنے میں پانی زیادہ ضائع ہوتا ہے اس لئے حضرت نل سے وضو کرنا پسند نہیں کرتے کہ وضو میں پانی ضائع کرنا اسراف ہے"

■ آپ کی حیات مبارکہ کے آخری دنوں کی بات ہے کہ احباب و اقارب کے پیہم اصرار کے بعد ڈاکٹری علاج کروایا بھی تو ہر دوا کے لئے پوچھ کر اطمینان کر لیتے تھے کہ اس میں اسپرٹ یا الکحل تو نہیں۔ بعض مواقع پر ڈاکٹروں نے پانی کے استعمال سے منع کیا مگر معتقدین کے ہزار اصرار کے باوجود تیمم کرنا گوارا نہ کیا بلکہ باوضو نماز ادا فرمائی۔

■ کبھی دعوت میں صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اپنے حصے کا بچہ ہوا شوربا نہی پیا، شرکا طعام میں سے اگر کسی نے اپنے حصے کا کوئی کھانا حضرت کو پیش کرنا چاہا تو فوراً تنبیہ فرمائی کہ صاحب خانہ سے اجازت لئے بغیر دستر خوان سے کوئی کھانا اٹھا کر کسی کو دینا درست نہیں۔

■ غیر محرم عورت کو سامنے نہ بٹھاتے:

پردہ میں ہونے کے باوجود کسی غیر محرم عورت کو سامنے بٹھا کر مرید نہیں کیا بلکہ ہمیشہ آڑ میں بٹھا کر بیعت کرتے تھے۔

■ بچا ہوا کاغذ بھی اپنے پاس نہ رکھتے:

اگر کسی نے اپنا کاغذ پیش کر کے اس پر تعویذ لکھوایا تو اس کا بچا ہوا کاغذ اسی کو واپس کر دیا نہ اسے اپنے پاس رکھنا گوارا کیا نہ مالک کی اجازت کے بغیر اس پر دوسرے کو تعویذ لکھ کر دیا اگر کسی کے نذر پیش کرنے کے بعد تعویذ کی فرمائش کر دی تو اس کی نذر فوراً واپس کر دی اس کے بعد تعویذ عطا کیا۔

■ بعد از وصال بھی تقویٰ کی روشن مثال چھوڑی:

جن لوگوں نے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو بعد از وصال بوقت غسل دیکھا کہ چادر جو نہلانے کے وقت جسم پر ڈال دی جاتی ہے، قریب تھا کہ ہوا کہ دوش پر ہٹتی اور ستر کھل جاتا آپ نے انگلیوں سے چادر کو پکڑا اور بعد از وصال بھی تقویٰ کی ایک روشن مثال چھوڑی۔

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مقدس زنگی میں پیش آنے والے کئی واقعات سے صرف یہ چند نمونے ہم نے اختصاراً پیش کر دیئے۔

(سالنامہ یادگار رضا ۲۰۰۶ حضور مفتی اعظم نمبر، صفحہ 89 تا 92)

مفتی اختصاص الدین اجملی لکھتے ہیں:

- **اخراجات کی رقم بھی مسجد رضا میں دے دی:**

حضرت قبلہ علم و عمل، تقویٰ و طہارت، امانت و دیانت میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایک مرتبہ میں بریلی شریف حضور والا کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک صاحب نے حضرت قبلہ کو مسجد رضا کی تعمیر کے لیے روپے دیے۔ حضرت قبلہ نے اپنی جیب میں رکھ لیے تھے۔ جب ساجد علی خاں مرحوم (جو حضرت قبلہ کے داماد تھے) آئے تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک صاحب مسجد رضا کے لیے روپے دے گئے ہیں۔ جب حضرت نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو روپے نہ نکلے۔ سہوًا وہ روپے اس جیب میں رکھ لیے تھے جس میں اخراجات کی رقم رکھی جاتی تھی۔ حاضرین سے معلوم کیا کہ دینے والے نے کتنے کا نوٹ دیا ہے؟ عرض کیا گیا حضور ہمیں معلوم نہیں۔ فرمایا، زیادہ سے زیادہ سو روپے کا نوٹ ہو گا؟ جب جیب میں ہاتھ ڈالا تو کافی رقم جیب میں تھی، ارشاد فرمایا کہ ان ہی میں وہ نوٹ ہو گا۔ حضرت قبلہ نے تمام رقم جو جیب میں تھی مسجد رضا کے لیے دے دی کہ ان ہی میں وہ نوٹ ہو گا جو دینے والے نے دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت تقویٰ کی اعلیٰ منزل پر فائز تھے۔

چند سطور بعد لکھتے ہیں کہ:

- **اس میں شراب کا اثر ہے:**

حضرت قبلہ نے کبھی بھی تعویذات و تحریرات میں پین کی روشنائی استعمال نہ فرمائی کہ اس میں اسپرٹ ہوتا ہے۔ اس میں شراب کا اثر ہے۔

- **(مفتیِ اعظم ہند کو) کبھی امامت کرتے نہیں دیکھا:**

حضرت قبلہ کو میں نے کبھی امامت کرتے نہیں دیکھا ہے، فرمایا کرتے تھے۔ اللہ میری نماز قبول فرمائے۔ دوسروں کی نماز کیوں اپنے ذمہ لوں؟۔ یہ بڑی احتیاط کی بات تھی۔

(جہان مفتیِ اعظم، صفحہ 263)

آپ کے تقویٰ کا شہرہ چہار دانگ عالم میں پھیلا ہوا ہے، بڑی بڑی قد آور شخصیات آپ کے تقویٰ کے گُن گاتی نظر آتی ہیں۔

- **فتویٰ سے بڑھ کر تقویٰ ہے:**

چشم و چراغِ خاندان اشرفیہ، حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی (علیہ الرحمہ) جید عالم دین، مفسر و محدث، فقیہ و مفتی اور امام احمد رضا کے تلمیذ رشید ہیں۔ ان کے تاثرات ملاحظہ ہوں:

"آج کی دنیا میں جن کا فتویٰ سے بڑھ کر تقویٰ ہے۔ ایک شخصیت مجد دماتہ حاضرہ کے فرزند دلبند کا پیارا نام مصطفیٰ رضا بے ساختہ زبان پر آتا ہے اور زبان بے شمار برکتیں لیتی ہے"

(حضرت مفتی اعظم اور مقتدر علماء ومشائخ، از مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی نوری، صفحہ 19)

- مفتی اعظم، حافظ ملت، مجاہد ملت ان کے دم سے تقویٰ کا بھرم باقی ہے:

(مولانا محمد احمد مصباحی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے متعلق اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ) حضرت مولانا غلام آسی بلیاوی جو ایک سلسلے کے معروف پیر اور درس نظامی کے جید فاضل ہیں۔ ان سے جمشید پور وغیرہ میں اکثر ملاقات اور گفتگو رہتی۔ ایک بار فرمانے لگے کہ اس وقت تین اکابر ہیں۔ مفتی اعظم، حافظ ملت، مجاہد ملت، (مولانا شاہ حبیب الرحمن قادری اڑیسوی علیہم الرحمہ) ان کے دم سے تقویٰ کا بھرم باقی ہے۔ خدا ان کا سایہ دراز کرے۔ ان کے بعد پھر کوئی ایسا نظر نہیں آتا۔

(ماہنامہ مصلح الدین، مارچ ۲۰۰۴، صفحہ 32)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ منقبتِ حضرت مفتی اعظم میں فرماتے ہیں:

" متقی بن کر دکھائے اس زمانے میں کوئی،
ایک میرے مفتیٔ اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر"

بارگاہ مفتیٔ اعظم میں فقیر کی عرض ہے کہ:

"ہے تراب الحق تمہارا مصطفی خاں قادری،
اس پہ بھی کردو عنایت حضرت نوری میاں"
"قادری ثقلین کو نوری میاں نوری کریں،
آپ سے اس کو عقیدت حضرت نوری میاں"

اللہ کریم بطفیل مصطفی کریم ﷺ مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مرقد انور پر خوب رحمت و رضوان کی بارش نازل فرمائے، اور ہمیں مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے صدقے متقی و پرہیز گار بنائے ان کے فیوض و برکات و انوار و تجلیات سے مالا مال و متمتّع فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

* "میرے مفتیٔ اعظم (علیہ الرحمہ) اور تعظیمِ سادات کرام" *

محمد سلیم رضوی/محمد ثقلین ترابی نوری۔

محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر شے محب کو پیاری ہوتی ہے، عزیز ہوتی ہے، چاہے وہ ادنی نسبت بھی رکھتی ہو۔
جب عام محبت کا یہ عالم ہے کہ محبوب کی ہر شے سے محبت ہوتی ہے تو جانِ کائنات، فخرِ کائنات، وجہِ تخلیقِ کائنات ﷺ کی محبت کا کیا عالم ہو گا؟

اسی نسبت کے سبب عشاقانِ رسول حضور علیہ السلام کے اصحاب سے بھی پیار کرتے ہیں اور آلِ پاک سے بھی محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔

اور یہ محبت ضروری بھی ہے کہ آلِ رسول ﷺ آقا کریم علیہ السلام کے جسم اطہر واقدس واطیب کا جزو ہیں۔

حضرت سیدنا امام شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں:

"حضرت سیدنا امام طبری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کے تمام اہل بیت عظام اور ان کی ذرّیت (یعنی اولاد) کی محبت فرض فرمادی ہے"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں:

"ساداتِ کرام کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام"

(علماء ومشائخ اہلسنت اور احترامِ سادات، از محمد سلیم رضوی، صفحہ 13)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خانوادہ نے اپنے کردار سے بھی سادات کرام کی تعظیم کا درس دیا ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام والمسلمین، جامع شریعت وطریقت، تاجدارِ اہلسنت سیدی سرکار مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفٰی رضا خان قادری برکاتی نوری رضی اللہ عنہ بھی احترامِ سادات میں اپنے والدِ گرامی اور برادرِ اکبر سے کہیں پیچھے نہ رہے آپ کو بھی "ساداتِ کرام" سے بے حد محبت تھی۔

یہ محبت کیسی والہانہ تھی اس کا اندازہ ذیل میں دیئے گئے چند واقعات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے،

- دیکھا مجھے پہچاننے والے جانتے ہیں:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عرسِ رضوی کے موقع پر ایک غریب سید صاحب جو ابھی جوان تھے اور دیوانوں جیسی باتیں کرتے تھے تشریف لے آئے اور کہا مجھے کھانا دو، منتظمین نے کہا کہ ابھی نہیں، اتنی دیر میں سید صاحب عالم دیوانگی میں حضرت مفتیٔ اعظم ہند کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور کہا:

دیکھئے حضرت! یہ لوگ مجھے کھانا نہیں دے رہے، میں بھوکا بھی ہوں اور سید بھی۔

آپ نے اُن سید صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس تخت پر بٹھالیا، ڈبڈباتی آنکھوں سے فرمایا کہ حضرت سید صاحب!

پہلے آپ ہی کو کھانا ملے گا، یہ سب آپ ہی کا ہے، وہ سید صاحب بہت خوش ہوئے اور حضرت مفتیٔ اعظم نے جناب ساجد علی خان صاحب کو بلا کر فوراً ہدایت فرمائی کہ:

سید صاحب کو لے جایئے اور ان کی موجودگی میں فاتحہ دلوایئے اور سب سے پہلے کھانا ان کو دیجئے یہ تبرک فرمالیں تو سب کو کھلایئے۔ اب کیا تھا سید صاحب اکڑے ہوئے نکلے اور کہنے لگے: "دیکھا مجھے پہچاننے والے پہنچانتے ہیں"۔

(امام احمد رضا اور احترامِ سادات از سید صابر حسین شاہ بخاری، صفحہ 41)

■ شہزادی کہیں ناراض نہ ہوجائیں:

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی مدظلہ لکھتے ہیں:

۱۹۷۹ء کا واقعہ ہے کہ گرمی کی دوپہر میں ایک خاتون ایک بچے کے ساتھ تعویذ لینے کے لئے آئیں لوگوں نے بتایا کہ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ آرام فرمارہے ہیں؛ مگر انہیں تعویذ کی سخت ضرورت تھی۔ انہوں نے کہلوایا کہ دیکھ لیا جائے کہ حضرت جاگے ہوں اور مجھے تعویذ مل جائے مگر حضرت کے پاس کسی کو جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ بالآخر وہ خاتون اپنے بچے سے بولیں: چلو بیٹے ہمیں کیا معلوم تھا کہ اب یہاں سیدوں کی باتیں نہیں سُنی جاتیں۔ نہ معلوم حضرت نے کیسے سن لیا اور خادمہ کو آواز دے کر کہا جلدی بلاؤ شہزادی کہیں ناراض نہ ہوجائیں۔ انہیں روک لیا گیا بچہ حضرت کے پاس گیا حضرت نے نام پوچھا اس نے بتایا، حضرت نے اس بچے کو بڑی عزت و محبت کے ساتھ بٹھایا پیار سے سر پر ہاتھ پھیرا، سیب منگا کر دیا اور پھر پردے کی آڑ سے محترم خاتون سے حال معلوم کر کے انہیں اسی وقت تعویذ لکھ کر دیا اور گھر میں یہ کہہ کر رکوالیا کہ دھوپ ختم ہوجائے تب جانے دینا اور ان کی خاطر مدارت میں کمی نہ کرنا۔

(ایضاً، صفحہ 40)

■ مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بیعت نہیں فرمایا:

حضرت مولانا عباس صاحب اشرفی (خطیب مسجد قریشیان) کا بیان ہے کہ میں حضرت مفتیٔ اعظم سے بیعت ہونے کے لئے کم و بیش ۵۴ء میں حاضر ہوا، اسی دوران حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی حضرت سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ میں نے بیعت ہونے کی خواہش حضرت سے ظاہر کی۔ حضرت کی انکساری و جذبۂ ایثار کو ملاحظہ کیجیے کہ سادات کی عظمت و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت نے فرمایا: "مولانا! آپ حضرت محدث اعظم ہند سے بیعت ہوجایئے۔ سید کے ہوتے ہوئے میرے اندر اتنی ہمت و جرأت نہیں ہے کہ میں بیعت کروں۔"

میں حضرت سے ہی بیعت ہونا چاہتا تھا لیکن حضرت نے حاکمانہ انداز میں حضرت محدث اعظم ہند سے بیعت کرا کر عشقِ رسول ﷺ اور تزکیۂ نفس کا بھی ثبوت پیش کردیا۔

(علماء و مشائخ اہلسنت اور احترامِ سادات، از محمد سلیم رضوی، صفحہ 46)

■ طالب علم کو اسٹیج پر بلا لیتے:

۳/۲/۱/اپریل ۱۹۷۴ء کا واقعہ ہے، (جب حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ مدرسہ دار القرآن، ذاکر نگر، جمشید پور جلسے میں تشریف لے گئے تھے) کہ مولانا غلام آسی علیہ الرحمہ کا ایک مرید سرکار مفتیٔ اعظم کا پاؤں دبانے لگا۔ حضور نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ مولانا غلام آسی صاحب نے عرض کیا، حضور یہ میرے مریدوں میں ہیں، ان کا نام ہے سید ..... صاحب۔ یہ سنتے ہی کہ یہ سادات کرام سے ہیں استغفر اللہ پڑھتے ہوئے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھر پاؤں دبانے سے روک دیا، ہر چند وہ اصرار کرتے رہے، لیکن حضرت نے پھر انہیں خدمت کا موقع نہ دیا، یہی نہیں بلکہ ان کے ہاتھ کو بوسہ بھی دیا۔

تعظیمِ سادات کے سلسلے میں ایک بات یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ مولانا سید کاظم پاشا قادری حیدرآبادی جب مبارک پور دار العلوم اشرفیہ میں زیر تعلیم تھے اور پھر جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں بھی چند سال تھے، وہیں سے فراغت ہوئی۔ ان کا کئی بار کا واقعہ ہے کہ کسی جلسے اور کانفرنس میں جب سرکار مفتیٔ اعظم تشریف فرما ہوتے اور سید کاظم پاشا صاحب جلسہ گاہ میں کہیں نظر آجاتے تو مفتیٔ اعظم ان کو آدمی بھیج کر بلاتے اور اسٹیج پر بٹھاتے باوجود یہ کہ وہ طالب علم تھے!۔

(جہانِ مفتی اعظم، صفحہ 900)

■ پہلے وعدہ فرمائیے کہ میدانِ محشر میں بھی سنبھالیں گے:

خانقاہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (یوپی) کے سجادہ نشین حضرت سید آلِ رسول حسنین میاں برکاتی نظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مفتیٔ اعظم قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی آخری عمر میں عالم محویت میں چلے گئے تھے۔ دورہ کرنا بند کر دیا تھا۔ اور بریلی شریف میں مقیم رہ کر مریدوں کی روحانیت کو ترو تازہ کر رہے تھے۔ انہیں دنوں عرسِ اعلیٰ حضرت میں لوگوں کے اژدہام کی وجہ سے منبر ٹوٹ گیا اور یہ مشہور ہو گیا کہ حضور مفتیٔ اعظم زخمی ہو گئے ہیں اور حضرت کی دو پسلیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ خانوادہ برکاتیہ کے لئے یہ خبر تشویشناک تھی۔ عم محترم حضور احسن العلماء نے مجھے حکم دیا کہ میں بریلی شریف حاضری دوں اور حضور مفتیٔ اعظم ہند کی عیادت کروں۔ میں جس وقت بریلی شریف پہنچا تو دیکھا کہ آستانۂ اعلیٰ حضرت پر لوگوں کی بھیڑ ہے۔ لوگ کئی کئی روز سے وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں مگر شرف باریابی حاصل نہیں ہے۔ میں چاہتا تھا کہ لوگوں کو میری آمد کی اطلاع نہ ہو اور میں مفتیٔ اعظم ہند کی خدمت میں خاموشی سے پہنچ جاؤں۔ مگر ان کے خادم خاص اور اس وقت میرے بہت چہیتے خلیفہ مولوی عبد الہادی برکاتی نوری افریقی نے مجھے دیکھ لیا۔ بس پھر کیا تھا وہ مجسم میری آمد کا اعلان بن گئے۔ وہاں جو لوگ موجود تھے وہ مارہرہ مطہرہ کے تعلق سے مجھ پر ٹوٹ پڑے یہ بات میرے لئے پریشانی کا باعث بن گئی۔ حضور مفتیٔ اعظم نے گھر کے اندر لیٹے ہوئے باہر کی حالت کو بھانپ لیا اور اندر سے خادموں کو بھیج کر مجھے اندر بلوا لیا۔ جس وقت میں اندر گیا حضور مفتیٔ اعظم عمامہ سر پر باندھے پوری طرح لباسِ ولایت میں چارپائی پر دراز تھے۔ میرے پہنچنے پر اٹھنا چاہا مگر میں نے سبقت کی اور انہیں اٹھنے سے روک لیا۔ میں نے دست بوسی کی تو الٹے حضور مفتیٔ اعظم نے میرے

ہاتھ چومے اتنے میں اندر سے خادمہ آگئیں بولیں میاں! آج صبح سے حضرت نے کچھ نہیں کھایا ہے اگر آپ کہیں گے تو شاید کھالیں میں نے بڑی بی سے کہا آپ کھانا لے آئیے کھلانا میرا کام ہے وہ جھٹ پٹ دو پھلکے اور پیالے میں شوربا لے آئیں۔ میں نے مفتی اعظم سے کہا حضرت اٹھیے اور میرے ہاتھ سے تھوڑا سا کھانا کھالیجئے فرمایا اشتہا (یعنی کھانے کی خواہش) نہیں ہے۔ میں نے کہا صرف دو لقمے کھالیجئے۔ فرمایا میں خود سے اٹھ نہیں پاؤں گا، میں نے کہا میں سہارا دے کر اٹھالوں گا، اتنا سن کر رو دیے فرمایا سہارا دینا تو آپ سرکاروں کا ہی خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حشر کے دن مجھے آپ ہی کے سہارے اٹھائے۔ میں نے سیدھا ہاتھ پیٹھ کے نیچے ڈال کر دھیرے سے اٹھانا چاہا تو دونوں ہاتھ میری گردن کے گرد ڈال دیئے۔ میں نے بھی موقع غنیمت جانا اپنا سینہ ان کے سینے سے لگادیا اور اس طرح سینہ بسینہ انہیں اٹھا کر بٹھایا۔ پھر بھی انہوں نے اپنا ہاتھ میری گردن سے نہ ہٹایا۔ میں نے کہا اب آپ اطمینان سے بیٹھ جائیے تو میں کھانا کھلادوں۔ فرمایا: پہلے وعدہ فرمائیے کہ میدانِ محشر میں بھی مجھے اسی طرح سنبھالیں گے۔ اللہ اکبر۔ مجھے پسینہ آگیا میں بندہ کمین بھلا اس قابل کہاں؟ مفتی اعظم نے اس وقت تک اپنے ہاتھ الگ نہ کئے جب تک کہ میں نے کانپتے لہجے میں ہاں نہیں کر دی۔ پہلا لقمہ کھلایا تو فرمایا سید میاں کیسے ہیں؟ یہ وہ وقت تھا کہ ابا حضرت کو وصال فرمائے ہوئے کئی برس گزر چکے تھے۔ میں نے عرض کیا ابا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھے ہیں مارہرہ شریف میں آرام فرما رہے ہیں۔ فرمایا ہمارا سلام عرض کر دیجئے گا۔ پھر اطمینان و سکون کے ساتھ وہ دونوں پھلکے تناول فرمائے۔ چلتے وقت ایک لفافہ میری نذر کیا جس میں گیارہ روپے تھے میں نے لفافہ لینے سے انکار کیا تو فرمایا غلام کی نذر قبول نہ کرنا آقا کی شان کے خلاف ہے۔ میں نے دوبارہ لٹاتے وقت ٹٹول کر دیکھا پورا بند صحیح و سالم تھا۔ لٹانے کے بعد چادر اوڑھانے کے بہانے میں نے قدم بوسی بھی کی۔

(جہانِ مفتی اعظم، صفحہ 226)

اللہ اکبر! کس قدر مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ سادات کرام کا احترام فرمایا کرتے تھے!

اللہ تعالیٰ سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے صدقے ہمیں بھی سادات کا ادب و احترام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، اور مفتیٔ اعظم ہند کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

* "میرے مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کا تفقہ فی الدین" *

از قلم: محمد ثقلین ترابی نوری / محمد سلیم رضوی

فقیہ فقید المثال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے آئینۂ جمال و کمال حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ خدا رسیدہ بزرگ، بلند پایہ فقیہ اور بہت ہی عظیم مفتی تھے۔ آپ نے خلقِ خدا کی رشد و ہدایت اور تبلیغ دین کے لیے اپنے لیل و نہار وقف کر دیے تھے، پھر بھی کچھ وقت فارغ کر کے گاہے بہ گاہے فتاویٰ بھی تحریر فرماتے، یہ بھی وقت کا ایک عظیم المیہ ہے کہ آپ کے بہت سے فتاویٰ محفوظ بھی نہ رہے، تاہم جو کچھ محفوظ ہے اس سے بھی آپ کی فقہی عظمت اور آپ کے تفقہ فی الدین کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

مفتی شریف الحق امجدی صاحب فرماتے ہیں: کہ فتویٰ دینا دینی خدمات میں سب سے اہم سب سے مشکل اور سب سے پیچیدہ کام ہے اور ایسا کام ہے جس کی کوئی نہایت نہیں۔ فقہائے کرام نے اگرچہ ہم پر احسان فرماتے ہوئے لاکھوں جزئیات کی تصریح فرما دی ہے مگر پھر بھی حوادث محدود نہیں۔

کہا جاتا ہے اس زمانہ میں مفتی وہی ہے جو کتب فقہ سے مسائل کے احکام نکال سکے، کتب فقہ میں جزئیات بکثرت مذکور ہیں۔ کسی جزئیہ کو کتابوں سے نقل کر دینا کوئی اہم کام نہیں، ایسے بزرگوں سے گزارش ہے کہ دار الافتاء کا قلم دان سنبھالیں تو معلوم ہو گا کہ جسے آپ شیرِ مادر سمجھ رہے ہیں، یہ شیرِ مادر نہیں جوئے شیر لانے سے ہزاروں درجے سخت تر کام ہے۔ پھر ہمیشہ وہی سوالات نہیں کیے جاتے، جن کے جوابات کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ مفتی کے سامنے جدید وقائع و حوادث کے بارے میں سوالات آتے رہتے ہیں، جن کے بارے میں صراحۃً کتب فقہ میں کوئی حکم نہیں ملتا۔

مفتی وہ ہے جو ان جدید وقائع و حوادث کے بارے میں ان کے نظائر کو سامنے رکھ کر عبارات فقہ کی عبارۃ النص، دلالۃ النص، اشارۃ النص، اقتضاء النص و دیگر مدلولات سے حکم شرعی بیان کرے۔ مفتی ناقل ہوتے ہوئے مستنبط بھی ہوتا ہے۔

ایک فقیہ اپنی بالغ نظری، نکتہ سنجی، دقیق بینی کی بدولت تائیدِ ایزدی سے صحیح حکم اخذ کر لیتا ہے۔ مگر کام کتنا مشکل ہے اسے بتایا نہیں جا سکتا ہے جس کے سر پر پڑتا ہے وہی جانتا ہے۔

جب آپ تفقہ کی اہمیت پر نظر ڈال چکے تو آئیے حضرت مفتیٔ اعظم کی اس فن میں عبقریت کا جلوے دکھاؤں۔

مفتیٔ اعظم نے پہلا فتویٰ 1910ء میں لکھا جب آپ کی عمر مبارک صرف اٹھارہ سال تھی۔ یہ فتویٰ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش ہوا، اعلیٰ حضرت نے اس میں بغیر کسی ترمیم و تبدیل کے ان الفاظ میں اس کی تصحیح فرمائی "صح الجواب بعون الملک الوہاب". خوش ہو کر انعام عطا فرمایا اور مہر بنوا کر عنایت کر دی۔

آغاز کا جب یہ عالم ہے انجام کا عالم کیا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت نے اپنی حیات طیبہ میں سینکڑوں مسائل لکھوائے۔ اعلی حضرت کے وصال کے بعد آپ کے آستانہ پر آنے والے ہزارہا مسائل لکھنے والے صرف دو تھے۔ ایک حضرت مفتیٔ اعظم، دوسرے حضرت صدر الشریعہ۔ جب صدر الشریعہ اجمیر شریف چلے گئے تو تنہا مفتیٔ اعظم آستانے پر آنے والے مسائل کو لکھا کرتے۔ اس زمانے میں لوگ دین دار، آج کی بہ نسبت بہت زیادہ تھے۔ ہر معاملے میں حکم شرعی دریافت کرتے تھے اور دینی مدارس وہ بھی اہل سنت کے، بہت ہی کم تھے۔ آج بحمدہ تعالی بہ کثرت ہیں اور تقریباً ہر مدرسے میں دار الافتاء ہے۔ اب اندازہ لگائیں کہ مفتیٔ اعظم کتنے مسائل لکھتے رہے ہوں گے ؟ پھر فتویٰ کی شان وہ تھی، مفتیٔ اعظم کا قلم ہے اور مضمون اعلیٰ حضرت کا۔ اس وقت ملک کے طول و عرض میں بہت سے مفتی تھے۔ کسی کے یہاں وہ جامعیت جو مفتیٔ اعظم کے فتویٰ میں تھی، نہیں ملتی، اور نہ ملے گی۔ گیارہ سال تین ماہ خدمت میں حاضر رہا۔ اس مدت میں چوبیس ہزار مسائل لکھے ہیں، جن میں کم از کم دس ہزار وہ ہیں جن پر مفتیٔ اعظم کی تصحیح و تصدیق ہے۔ عالم یہ ہوتا کہ دن بھر بلکہ بعد مغرب بھی دو دو گھنٹے تک حاجت مندوں کی بھیڑ رہتی۔ یہ حاجت مند خوش خبری لے کر نہیں آتے۔ سب اپنا اپنا دکھڑا سناتے، غم آگیں واقعات سننے کے بعد دل و دماغ کا کیا حال ہوتا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اتنے طویل عرصے تک اس غم آفریں ماحول سے فارغ ہو کر بعد عشاء پھر تشریف رکھتے اور میں (یعنی مفتی شریف الحق امجدی) اپنے لکھے ہوئے مسائل سناتا۔ میں گھسا پٹا نہیں، بہت سوچ سمجھ کر جانچ تول کر مسئلہ لکھتا، مگر واہ رے مفتیٔ اعظم! اگر کہیں ذرا بھی غلطی ہے، یا لوچ ہے، یا بے ربطی ہے، یا تعبیر غیر مناسب ہے، یا سوال کے مطابق جواب میں کمی بیشی ہے، یا کہیں سے کوئی غلط فہمی کا ذرا بھی اندیشہ ہے، فوراً اس پر تنبیہ فرما دیتے اور مناسب اصلاح۔ تنقید آسان ہے مگر اصلاح دشوار۔ جو لکھا گیا ہے وہ نہیں ہونا چاہیے، اس کو کوئی بھی ذہین نقاد کہہ سکتا ہے مگر اس کو بدل کر کیا لکھا جائے؟ یہ جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ مگر ستر سالہ مفتیٔ اعظم کا دماغ اور علم ایسا جوان تھا کہ تنقید کے بعد فوراً اصلاح فرما دیتے اور ایسی اصلاح کہ پھر قلم ٹوٹ کر رہ جاتا۔

کبھی ایسے جاں فزاں تبسم کے ساتھ کہ قربان ہونے کا جذبہ حدِ اضطرار کو پہنچ جائے، کبھی ایسے جلال کے ساتھ کہ اعصاب جواب دے جائیں۔ مگر اس جلال کو کون سا نام دیں جس کے مخاطب کی جرأت رندانہ اور بڑھ جاتی کیا کیجیے گا؟ اگر جلال سے مرعوب ہو کر چپ رہتے تو جلال اور بڑھتا رہتا، یہاں تک کہ مخاطب کو عرض و معروض کرنا ہی پڑتا۔ یہ جلال وہ جلال تھا کہ جو اس کا مورد بنا کندن ہو گیا۔ یہ مجلس آدھی رات سے پہلے کبھی ختم نہ ہوتی۔ بارہا رات کے دو بج جاتے اور رمضان شریف میں سحری کا وقت تو روز ہو جاتا۔

بارہا ایسا ہوتا کہ حکم کی تائید میں کوئی عبارت نہ ملتی تو میں اپنی صواب دید سے حکم لکھ دیتا، کبھی دور دراز کی عبارت سے تائید لاتا، مگر مفتیٔ اعظم ان کتابوں کی عبارتیں جو دار الافتاء میں نہ تھیں، زبانی لکھوا دیتے۔ میں حیران رہ جاتا۔ یا اللہ! کبھی کتابوں کا مطالعہ کرتے نہیں، یہ عبارتیں زبانی کیسے یاد ہیں، پیچیدہ سے پیچیدہ، دقیق سے دقیق مسائل پر ایسی تقریر

فرماتے کہ معلوم ہوتا کہ اس پر بڑی محنت سے تیاری کی ہے۔

سب جانتے ہیں کہ کلام بہت کم فرماتے تھے، مگر جب ضرورت ہوتی تو ایسی بحث فرماتے کہ اجلۂ علما، انگشت بدنداں رہ جاتے۔ کسی مسئلہ میں فقہا کے متضاد اقوال ہیں تو سب دماغ میں ہر وقت حاضر رہتے، سب کے دلائل، وجوہ ترجیح اور قول مختار و مفتٰی بہ پر تیقن اور ان سب اقوال پر اس کی وجہ ترجیح سب ازبر۔

باب نکاح میں ایک مسئلہ ایسا ہے، جس کی بہتّر (72) صورتیں ہیں اور کثیر الوقوع بھی ہیں۔ پہلی بار جب میں نے اس کو لکھا، سوال مبہم تھا، میں نے بیس (20) شق قائم کرکے چار ورق فل اسکیپ کاغذ پر لکھا۔ جب سنانے بیٹھا تو فرمایا:

"یہ طول طویل شق در شق جواب کون سمجھ پائے گا؟ پھر اگر لوگ ناخدا ترس ہوئے تو جو شق اپنے مطلب کی ہوگی اس کے مطابق واقعہ بنالیں گے۔ آج یہاں ہندوستان میں یہ صورت رائج ہے، اسی کے مطابق حکم لکھ کر بھیج دیں۔ یہ قید لگا کر کہ آپ کے یہاں یہی صورت تھی تو یہ حکم ہے"۔

یہ جواب فل اسکیپ کے آدھے سے بھی کم پر مع تائیدات آگیا۔ اس واقعہ نے بتایا کہ کتب بینی سے علم حاصل کرلینا اور بات ہے اور فتویٰ لکھنا اور بات ہے۔

نو پید جدید مسائل پر ایسی مضبوط رائے قائم فرماتے کہ بڑے سے بڑا، ذہین سے ذہین عالم اس کی تغلیط کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں؟ اس متعلق مفتیٔ اعظم کا فتویٰ ایک متن ہے، اس کی شرح میرے (مفتی شریف الحق امجدی کے) متعدّد فتاویٰ میں موجود ہے، انھیں دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ حضرت مفتی اعظم کا تفقہ کتنا بلند تھا، نظر کتنی نکتہ رس تھی، اور فیصلہ کتنا محکم؟

اب دار الافتاء میں صرف فقہی و اعتقادی سوالات ہی نہیں آتے۔ اب تو حدیث، تفسیر، تاریخ، جغرافیہ، اسمائے رجال، اصول فقہ، حتیٰ کہ علم معانی و بیان و بدائع بلکہ صرف و نحو حتیٰ کہ فلسفے کے بھی مسائل آتے ہیں لیکن کوئی سوال، کسی باب کا ہو، حضرت مفتی اعظم کے یہاں کبھی سائل کو تشنگی نہ رہتی۔

کہنے کو صرف مفتیٔ اعظم تھے، مگر حقیقت میں محدث اعظم بھی تھے، مفسر اعظم بھی تھے، مؤرخ اعظم بھی تھے، مختصر یہ کہ "اعظم الاعاظم" تھے، حق یہ ہے کہ علم و فضل کے آفتابِ عالم تاب تھے، جیسے آسمان میں صرف ایک آفتاب ہے، آسمان علم و عرفان، فضل و کمال، زہد و ورع پر صرف ایک آفتاب تھا، جسے دنیا "مفتیٔ اعظم" کہتی تھی۔ وہ ہدایت کے نیّر اعظم تھے، اور ایسے نیّر اعظم تھے کہ پوری دنیا پر بیک وقت ضوفشانی کرتے تھے۔ افسوس صد افسوس! یہ نیّر اعظم غروب ہوگیا، صرف بریلی ہی نہیں، صرف ہندوستان ہی نہیں، ساری دنیا تاریک ہوگئی۔ (جہان مفتی اعظم)

اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ کے تفقہ فی الدین کے صدقے ہمیں بھی اس علم و عرفاں کی دولت سے مالامال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

* "میرے مفتیٔ اعظم ہند (علیہ الرحمہ) کی قلمی خدمات" *

از قلم: محمد ثقلین ترابی نوری/محمد سلیم رضوی

قلم کی اہمیت مسلَّم ہے، اس کی عظمت سے کسی کو انکار نہیں کہ قرآن مجید میں رب العالمین نے قلم کی قسم ارشاد فرما کر یہ واضح کر دیا کہ اس کی اہمیت کس قدر ہے، تصنیف و تالیف کا کام سب سے زیادہ سخت و مشکل ترین امر ہے، تقریر کی بھی ضرورت ہے مگر اس کا فائدہ انہیں لوگوں تک عموماً محدود ہوتا ہے جو مجلس میں حاضر ہوتے ہیں، اور تقریر دیرپا نہیں رہتی لیکن تصنیف و تالیف کا معاملہ کچھ الگ اور وسیع تر ہے، تالیف سے مصنف کے زمانہ والے فائدہ تو اٹھاتے ہی ہیں، ساتھ ہی مصنف کے اس دار فانی سے کوچ کرنے کے بعد بھی صدیوں تک لوگ اس سے فائدہ حاصل کر کے اپنے دل و دماغ کو جلا بخشتے رہتے ہیں۔

کتنی کتابیں ہیں جن کو تصنیف کیے صدیاں گزر گئیں مگر آج بھی پورا عالم اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ اٹھاتا رہے گا، جہاں بات ہے قلمی خدمات کی تو خانوادہِ اعلیٰ حضرت نے بھی قلم کی خوب خدمت انجام دی ہے، ہمارا موضوع "شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم ہند کی قلمی خدمات" ہے،

مفتیٔ اعظم ہند کے تمام قلمی جواہر پارے آپ کی علمیت و صلاحیت اور فقہی بصیرت و ژرف نگاہی کے منہ بولتے اور نادر نمونے اور شاہ کار ہیں۔ آپ نے اپنی گوناگو متنوع مصروفیات اور مشاغل کے باوجود تصنیف و تالیف اور حواشی کا ایک گراں قدر ذخیرہ چھوڑا ہے۔ قلم میں مبدءِ فیاض نے بے پناہ قوت اور کشش ودیعت فرمائی تھی۔ زبان پُر اثر اور طاقت ور استعمال فرماتے۔ الفاظ اور روزمرہ محاورات کا برمحل استعمال فرماتے۔ آپ کی تصنیف و تالیف اور حواشی سے متعلق مایۂ ناز ادیب مولانا افتخار احمد مصباحی رقم طراز ہیں:

"وہ (مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی) ایک عظیم محقق و مصنف بھی ہیں، ان کی تحریر میں ان کے والدِ جلیل امام احمد رضا قدس سرہ کے اسلوب کی جھلک اور ژرف نگاہی نظر آتی ہے۔ تحقیق کا کمال بھی نظر آتا ہے اور تدقیق کا جمال بھی۔ فتاویٰ کے جزئیات پر عبور کا جلوہ بھی نظر آتا ہے اور علامہ شامی کے تفقہ کا انداز بھی۔ تصانیف میں امام غزالی کی تحقیق اور امام رازی کی تدقیق اور امام سیوطی کی تلاش و جستجو کی جلوہ گری نظر آتی ہے"

اللہ جل شانہ نے مفتیٔ اعظم کے قلم میں ایسی روانی دی تھی کہ مضامین کے سیلاب کو جو اُن کے دماغ میں امنڈتا تھا اسے ضبطِ تحریر میں لے آتے تھے کتاب و سنت کے خلاف اگر کسی طرف سے آواز اٹھتی تو بے تابانہ تعاقب کرتے اور بلا خوف لومۃ لائم احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فریضہ انجام دیتے، مفتیٔ اعظم کی تصنیفات و تالیفات اور حواشی جو اب تک تحقیق میں آئیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اشد الباس علیٰ عابد الخناس ۱۳۲۸ھ ، (۲) الکاوی فی العادی و الغاوی ۱۳۳۰ھ (۳) القشم القاصم للداسم القاسم ۱۳۳۰ھ (۴) نور الفرقان بین جند الاله و احزاب الشیطان ۱۳۳۰ھ (۵) وقعات السنان فی حلقۃ مسماۃ بسط البنان ۱۳۳۰ھ (۶) الرمح الدیانی علیٰ راس الوسواس الشیطانی ۱۳۳۱ھ (۷) وقایہ اهل سنۃ ۱۳۳۲ھ (۸) الھی ضرب بہ اهل حرب ۱۳۳۲ھ (۹) ادخال السنان الیٰ الحنك الحلقی بسط البنان ۱۳۳۲ھ (۱۰) نہایۃ السنان ۱۳۳۲ھ (۱۱) صلیم الدیان لتقطیع حبالۃ الشیطان ۱۳۳۲ھ (۱۲) سیف القهار علیٰ عبد الغفار ۱۳۳۲ھ (۱۳) نفی العار من معائب المولوی الغفار ۱۳۳۲ھ (۱۴) النکۃ علیٰ مراۃ کلکتہ ۱۳۳۲ھ (۱۵) مقتل اکذب و اجهل ۱۳۳۲ھ (۱۶) مقتل کذب و کید ۱۳۳۲ھ (۱۷) الموت الاحمر علیٰ کل انحس اکفر ۱۳۳۷ھ (۱۸) الملفوظ کامل (امام احمد رضا کے ملفوظات گرامی) (۱۹) الطاری الداری لهفوات عبد الباری ۱۳۳۹ھ (۲۰) القوم العجیب فی جواب التثویب ۱۳۳۹ھ (۲۱) طرق الهدیٰ و الارشاد الیٰ احکام الامارۃ و الجهاد ۱۳۴۱ھ (۲۲) حجۃ واھرۃ بوجوب الحجۃ الحاضرۃ ۱۳۴۲ھ (۲۳) القسورۃ علیٰ ادوار الحمر الکفرۃ ۱۳۴۳ھ (۲۴) فتاویٰ مصطفویہ (فتاویٰ مفتی اعظم) (۲۵) شفاء العی فی جواب سوال بمبئی (۲۶) تنویر الحجۃ بالتواء الحجۃ (۲۷) وھابیہ کی تقیہ بازی (۲۸) مسائل سماع (۲۹) الحجۃ الباھرۃ (۳۰) نور العرفان (۳۱) داڑھی کا مسئلہ (۳۲) ھشتاد بید بند بر مکال دیوبند (۳۳) طرد الشیطان (عمدۃ البیان) (۳۴) کانگریسیوں کا رد (۳۵) کشف ضلال دیوبند (حاشیہ و شرح: "الاستمداد" (۳۶) حاشیہ تفسیر احمدی (قلمی) (۳۷) حاشیہ فتاویٰ عزیزیہ (قلمی) (۳۸) سامان بخشش عرف "گلستان نعت نوری" (۳۹) سل الحسام الهندی لنصرۃ سیدنا خالد النقشبندی

مولانا محمد حنیف رضوی جنہوں نے "فتاویٰ مفتی اعظم" کی چھ جلدیں مرتب ومدون کی ہیں اس میں انہوں نے اپنی معلومات کے مطابق ۳۲ رسائل وکتبِ مفتی اعظم ہند میں ۲۲/رسائل شامل کیے ہیں اور بقیہ کے تعلق لکھا ہے کہ ان کی تلاش جاری رہے گی۔ان چھ جلدوں میں تقریباً پانچ سو(500) فتاویٰ اور بقیہ رسائل ہیں۔

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تصنیفات وفتاویٰ میں ایک ماہر فقیہ، بلند پایہ محقق، نبض شناس تجزیہ کار اور کار آزمودہ تنقید نگار تابندہ نظر آتا ہے۔ زبان وبیان کی اعلیٰ خوبی اور اسلوب بیان کی پختگی ان کی شناخت ہے، زبردست علمیت اور قوت استدلال ان کا طرہ امتیاز ہے۔

مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے کتب و رسائل میں ادبی شہ پاروں کی ایک کہکشاں جگمگاتی ہے۔ ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی رقم طراز ہیں:

"مفتی اعظم علامہ مصطفی رضا خان نوری بریلوی کی تصانیف جہاں اپنے فن کے اعتبار سے معرکہ آرا کہلاتی ہیں، وہیں زبان وبیان اور اسلوب نگارش کے اعتبار سے بھی اپنا جواب نہیں رکھتیں۔ آپ نے انشائیے، خاکے اور مضامین بھی

لکھے جس میں اعلیٰ درجہ کی نثر نگاری کی جھلک سامنے آئی ہے۔ مسجع و مقفیٰ عبارتیں بھی لکھیں، سیدھے سادھے جملے بھی لکھے، مگر ان میں بلا کی پرکاری اور دل فریبی انگڑائیاں لیتی ہوئی نظر آتی ہے۔ بات میں بات پیدا کرنا، تشبیہ واستعارہ اور صنعتی گل بوٹے کھلانا آپ کی نثر نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔"

بطور نمونہ یہ تحریر ملاحظہ کریں اور ان کے اسلوب نگارش کا تجزیاتی مطالعہ کریں:

"موت کا تفکر و تذکر نہایت محمود و مندوب، غایت مرغوب و مطلوب ہے، زمانۂ سلف میں جنازہ کے ساتھ سکوت و صمت خالی نہیں ہوتا تھا، بلکہ وہی جن میں تفکر و تذکر موت ہوتا وہ سب حضرات اس میں غرق ہوتے، ایسے وقت ایسی بات جو اس تفکر و تذکر میں فرق ڈالے، نہ کرتے تھے۔ اب کہ زمانہ منقلب ہوا، موت کا خوف، اس کی عبرت جاتی رہی، لوگوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔"

(حوالہ جات: مفتیٔ اعظم علامہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی {حیات و خدمات: اک جائزہ}، از ڈاکٹر مشاہد رضوی | خانوادۂ رضا کی علمی و ادبی خدمات، از توفیق احسن برکاتی)

مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی قلمی خدمات کو ضبطِ تحریر میں لانے کے لیے دفتر درکار ہیں، اور علم میں رسوخ و پختگی درکار ہے تاکہ کماحقہ آپ کی قلمی خدمات کا بیان ہوسکے، مجھ جیسے ہیچمدان کی کیا حیثیت کہ آپ کی خدمات کا کماحقہ بیان کرسکوں، چند باتیں ضبطِ تحریر میں لانے کی ادنیٰ سی سعی کی ہے، "گر قبول افتد، زہے عزّ و شرف"

اللہ تعالیٰ حضرت کے قلم کی برکت سے ہمارے قلم میں بھی برکت فرمائے، کلک رضا کی جولانیوں سے حصہ وافر عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

* "میرے مفتیٔ اعظم ہند (علیہ الرحمہ) کی ادبی خدمات" *

از قلم: محمد ثقلین ترابی نوری/ محمد سلیم رضوی

تحقیق و مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مفتیٔ اعظم کی ادبی خدمات کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ وہ مختلف اصنافِ ادب کے ماہر، صاحبِ طرز ادیب، مایۂ ناز انشا پرداز اور قادر الکلام نعت گو شاعر تھے۔ آپ کی تصنیف و تالیف اور حواشی میں بیش تر کتب و رسائل کو جب پیشِ نظر رکھتے ہیں تو بہت سارے ادبی پہلو سامنے آتے ہیں۔

الملفوظ کی ترتیب و تدوین، الاستمداد کی شرح و تکمیلات، سامانِ بخشش اور مختلف کتب و رسائل سے اپ کی ادبیت آشکار ہے۔ آپ کی تصنیفات میں اردو، عربی اور فارسی تینوں زبانوں کا کثرت سے استعمال ملتا ہے۔ اس تحریر میں صرف آپ کی نثر نگاری پر قدرے روشنی ڈالنا مقصود ہے۔

حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے وصال پر "وہ میرا چاند تھا" کے عنوان سے ماہ نامہ نوری کرن، بریلی کے محدث اعظم نمبر 1382ھ میں آپ کا ایک مضمون شائع ہوا جو نثر نگاری کا ایک عمدہ نمونہ ہے:

"وہ میرا چاند تھا؛ جو بڑھتا ہی رہا کبھی نہ گھٹا جو اپنی گفتار...... اپنی رفتار...... اپنے کردار سے فتنوں...... فسادوں...... کفر و گمراہی کی گھٹا کو دفع کرتا رہا...... کبھی گھٹاؤں میں نہ چھپا...... کتنی ہی دھولیں اڑیں...... کتنا ہی گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا...... وہ چمکتا جگمگاتا ہی رہا...... وہ میرے دین کا چاند تھا...... دین کا چاند بڑھتا ہی رہتا ہے آسمانِ دنیا کے چاند کی طرح بار بار گھٹتا اور اترتا اور اتر کر غائب نہیں ہوتا...... وہ میرا چاند تھا؛ جس نے ملک میں بہت چاند روشن کیے۔"

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کتاب "دوام العیش فی الائمۃ من القریش" کے مقدمہ میں جو مفتیٔ اعظم نے لکھا ہے اس میں ایسی ایسی عبارتیں ہیں جنھیں پڑھنے کے بعد قاری یہ سوچنے لگتا ہے کہ یہ کسی مولوی کے جملے ہیں؟ اس کی زبان ہے یا کسی صاحبِ طرز ادیب یا قلم کار کی عبارتیں ہیں؟

"اگر چہ چہرۂ پُرنور، ماہتابِ صدق پر کذابوں کے کذب کی نہایت وحشت ناک تیرگیاں چھائیں، اور روے آفتاب حق پر باطل کی سخت بھیانک اور خوف ناک تاریکیاں اور کالی کالی ڈراونی بدلیاں آئیں، مگر ہمارے قلوب بفضلہٖ تعالیٰ مطمئن تھے، ہم سمجھے ہوئے تھے یہ بھی کچھ روز کی ہَوا ہے، جو دم میں ہَوا ہے، آخر کار وہی ہُوا جس کا ہمیں شدت سے انتظار تھا۔ وہ دن آہی گیا کہ وہ تیرگی دور اور تاریکی کافور ہوئی، نورِ حق کا جگمگاتا، چمکتا دمکتا پُرنور چہرۂ آفتاب نصف النہار کی طرح آنکھیں خیرہ کرتے نکلا اور ایک عالم نے آنکھوں دیکھ لیا کہ حق یہ ہے اور باطل وہ تھا جو اس کے حضور جم نہ سکا پتّا توڑ بھاگا، کب تک باطل حجابِ حق کو چھپائے تابہ کے جھوٹے نقابِ صدق کی آڑ کر سکے، آخر حق کی شعاعوں نے ان باطل پردوں کو خاکستر ہی کر دیا، جھوٹے نقابوں کو جلا ہی ڈالا اور دنیا کو اپنا جلوۂ جہاں تاب دکھا ہی دیا۔"

اس اقتباس میں "چہرۂ پُرنور، ماہتابِ صدق، روے آفتابِ حق، نقابِ صدق، حجابِ حق" وغیرہ جیسے تراکیب کے حُسن "وحشت ناک، خوف ناک، جگمگاتا، چمکتا، دمکتا" وغیرہ ہم آواز اور ہم وزن الفاظ نیز "تیرگیاں، تاریکیاں، جگمگاتا، چمکتا، دمکتا" وغیرہ مترادفات اور "کالی کالی" لفظ کے جوڑے وغیرہ کا سلیقہ مندانہ استعمال نے تحریر میں صوتی فضا بھر دی اور اسے جمال و جلال کا حسین امتزاج بنادیا ہے۔ "کچھ روز کی ہوا" اور پتہ توبھاگا" جیسے محاورات، "ہَوا، ہَوا اور ہُوا" کا استعمال،...... ذرا یہ جملہ دیکھیے:

"کچھ روز کی ہَوا ہے، جو دم میں ہَوا ہے، آخر کار وہی ہُوا جس کا ہمیں شدت سے انتظار تھا۔ وہ دن آہی گیا"۔

"کی ...... روز...... ہَوا...... ہُوا" کی تکرار نے تحریر میں حُسن و لطافت پیدا کردی ہے مزید یہ کہ تحریر میں استفہامیہ انداز بھی ہے، تشبیہات واستعارات کی جلوہ گری بھی۔

مفتیٔ اعظم کی ایک مقفّٰی مسجع تحریر دیکھیے اور اس میں لطیف طنز کا جلوہ بھی خاطر نشین کیجیے:

"یہ ہے آپ کی سندوں کی بھاگ...... یہ ہے آپ کے کمل کا باگ...... یہ ہے آپ کی کتابوں کی قطار...... یہ ہے آپ کی روایتوں کی پکار

شرم کی بادت از خدا اور سول"

مذکورہ تحریر میں شعری فضا کے اہتمام کے ساتھ فارسی مصرع نے حُسنِ تحریر کو اور بھی دوبالا کردیا ہے۔ یہ اقتباس نشانِ خاطر کیجیے:

"وہ بے چارے ہیبت کے مارے، خاموش روپوش اور یہ چاری لگائے جاتے ہیں۔ ہر بار منہ کی کھاتے ہیں۔ مگر مکر وکید سے کب باز آتے ہیں۔"

عبارت مقفّٰی ہے اور ترکیب بند بھی۔ آوازوں کے جوڑوں نے جملے میں آہنگ برپا کردیا ہے۔ "خاموش، روپوش، بے چارے، ہیبت کے مارے" لائقِ دید ہیں۔ "چاری لگائے جاتے ہیں، ہر بار منہ کہ کھاتے ہیں۔" میں شعری ملاحت کا جلوہ دیدنی ہے۔

اس طرح کی دیگر کئی عبارتیں ہیں جو حضرت مفتیٔ اعظم کی ادبی خدمات پر دال ہیں طوالت کے سبب انہیں چند عبارتوں پر اکتفاء کرتا ہوں اگر مزید اس طرح کی عبارتیں ملاحظہ فرمانا چاہیں تو ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی صاحب کا مقالہ بنام "مفتیٔ اعظم کی نعتیہ شاعری کا تحقیقی مطالعہ" کا مطالعہ فرمائیں۔

متذکرہٗ بالا مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مفتیٔ اعظم قدس سرہ کی نثر اعلا پایے کی ہے۔ آپ کے قلم نے تازگی و طرفگی کے گلہاے رنگارنگ کھلائے ہیں۔ آپ کی نثر میں مسجع ومقفّٰی عبارتیں بھی ہیں، سیدھے سادھے جملے بھی۔ تشبیہات واستعارات بھی ہیں اور صنعتوں کے گل بوٹے بھی۔ روز مرہ محاورات کا استعمال بھی ہے، اور ایجاز واختصار اور متانت و سنجیدگی بھی۔ اور کہیں کہیں عبارت کی طنز و نشتریت نے آپ کی نثر کو اور بھی لطیف بنادیا ہے۔ تصنیفاتِ نوری (مفتیٔ اعظم)

کے مطالعہ کے بعد آپ کو مایۂ ناز ادیب اور بلند پایہ انشا پرداز قرار دینا غیر مناسب نہ ہوگا۔

(مفتیٔ اعظم کی نعتیہ شاعری کا تحقیقی مطالعہ، از ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی)

اللہ تعالیٰ حضرت کے قلم کی برکت سے ہمارے قلم میں بھی برکت فرمائے، کلک نوری کی جولانیوں سے حصہ وافر عطا فرمائے۔

* "میرے مفتیٔ اعظم ہند (علیہ الرحمہ) کی تدریسی خدمات" *

از قلم: محمد ثقلین ترابی نوری/محمد سلیم رضوی

مفتیٔ اعظم دنیائے اسلام کے عظیم روحانی پیشوا، مرجع العلماء، رہبرِ شریعت، پُر خلوص داعی، تحریک آفریں قائد، مایۂ ناز فقیہ و محدث اور بلند پایہ نعت گو شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بافیض مدرس بھی رہے ہیں۔ آپ نے درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیے۔ درسِ نظامی کی تکمیل و فراغت کے بعد 1328ھ/1910ء میں جامعہ رضویہ منظرِ اسلام میں مسندِ تدریس کو زینت بخشی اور تدریسی سلسلہ شروع کیا۔

آپ کے تلامذہ اور خلفا کے تذکروں کے مطالعہ اور منظرِ اسلام اور مظہرِ اسلام کے ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دار الافتاء کے اہتمام و انصرام، فتویٰ نویسی کی زیادتی، تبلیغِ دین کے اسفار، تصنیف و تالیف اور دیگر مصروفیات کے سبب کبھی کبھار صرف مخصوص طلبہ کو درس دیتے تھے۔ آپ کا سلسلۂ تدریس تسلسل کے ساتھ جاری نہ تھا بلکہ آپ فرصت کے لمحات میں طلبہ کو پڑھایا کرتے تھے۔

تحقیق سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ آپ نے 1328ھ/1910ء سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ لیکن یہ سلسلہ کس طرح اور کب تک جاری رہا؟ اس کی وضاحت و صراحت سے آپ کی حیات و خدمات پر تحقیق و ریسرچ کرنے والے محققین و اسکالرز اور تذکرہ نگاروں کی زبانیں خاموش ہیں۔ بہ ہر کیف! آپ نے اپنا تدریسی سلسلہ تسلسل سے نہ سہی کسی نہ کسی طور پر جاری رکھا۔

مولانا ابوالفضل سردار احمد رضوی لائل پوری (جنھیں "محدث اعظم پاکستان" کہا جاتا ہے) 1344ھ/1926ء میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب کے ہمراہ بریلی آئے۔ جامعہ رضویہ منظرِ اسلام بریلی میں کم و بیش تین سال تک تعلیم حاصل کی۔ اس عرصے میں مولانا سردار احمد صاحب نے حجۃ الاسلام حامد رضا خان صاحب، مولانا شاہ محمد حسین کے ساتھ ساتھ مفتیٔ اعظم سے درس نظامی کی کتابیں اور صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں مولانا محمد حسین (مدرس منظرِ اسلام) سے پڑھیں، منیہ، کنزالدقائق اور شرح جامی تک کی کتابوں کا درس مفتیٔ اعظم سے حاصل کیا۔ علاوہ ازیں مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی نے بھی مفتی اعظم سے شرح جامی پڑھی اور 1352ھ/1929ء میں آپ سے سند حدیث حاصل کی۔ مولانا معین الدین شافعی قادری نے بھی مفتی اعظم سے میزان، نحو میر تک کی کتابیں مستقل سبقاً سبقاً پڑھیں اور 1950ء میں جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام بریلی سے سند فراغت حاصل کی۔ بعد ازاں عدیم الفرصتی کے سبب آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ موقوف کر دیا لیکن مدارسِ اسلامیہ کے ماہرینِ علوم و فنون، اساتذۂ کرام خصوصاً جامعہ رضویہ منظرِ اسلام اور جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام کے اساتذہ اور فارغ ہونے والے طلبہ آپ سے صحاحِ ستہ اور درسِ نظامی کی منتہی کتابوں کا درس لیتے اور شرفِ تلمذ حاصل کرتے رہے۔

مندرجہ بالا تحقیق سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ مفتیٔ اعظم نے 1328ھ/1910ء سے 1366ھ/1947ء تک درس و تدریس کا سلسلہ کسی نہ کسی طور پر جاری رکھا۔ بعد میں رضوی دار الافتاء کی کثرت، جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام کی ادارت و سرپرستی اور تبلیغی اسفار کے سبب تدریس کا سلسلہ موقوف ہوا۔

■ مدارسِ اسلامیہ کی تعطیل میں طلبہ حاضر ہوتے:

(محدث کبیر) علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی اپنا ذاتی واقعہ یوں بیان کرتے ہیں:

"علومِ اسلامیہ کی عربی درس گاہوں میں عموماً رمضان المبارک میں تعطیلِ کلاں ہوتی ہے۔ ان تعطیلات میں بریلی حاضر ہو کر فقیر ضیاء المصطفےٰ حضرت مفتیٔ اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا سے علمی استفادہ کرتا، ایک سال تعطیل کلاں میں حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہ سے صحاحِ ستہ میں ابوداؤد شریف و ابن ماجہ شریف پڑھی۔ حضرت مفتیٔ اعظم نے ان دونوں کتابوں کی اجازت بھی عطا فرمائی۔"

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتیٔ اعظم اعلا تدریسی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ باوجود یہ کہ آپ نے اپنا تدریسی سلسلہ مسلسل جاری نہ رکھا، پھر بھی آپ کو اپنے عہد کے دیگر ممتاز اساتذہ میں نمایاں مقام حاصل رہا۔ درس نظامی کے باریک باریک امور پر آپ گہری نظر رکھتے تھے۔

آپ سے بیش تر حضرات نے فتویٰ نویسی کی تربیت بھی لی اور اپنے فتاویٰ پر اصلاح و نظر ثانی کے لیے آپ کی بارگاہ میں رہ کر مدتوں بعض علمائے دین نے کسبِ فیض کیا۔ اس دوران کبھی کبھار اصلاحِ فتاویٰ کے ساتھ ساتھ درس و تدریسِ حدیث کا سلسلہ بھی چل نکلتا۔ فتویٰ نویسی سیکھنے کے دوران جب علما آپ کو فتاویٰ دکھاتے اور سناتے اس وقت مفتیٔ اعظم تفسیر و حدیث اور فقہ و اصول کی سیکڑوں کتابوں کے مطالب سمجھاتے اور ان کی زنبیلِ حیات میں علم و فن کے گہرہائے آب دار کا اضافہ کرتے۔

مفتیٔ اعظم قدس سرہ کے ہم عصر علما و فقہا، مفسرین و محدثین اور متکلّمین و مناظرین آپ سے علمی استفادہ کرتے اور شرعی مسائل میں آپ سے رجوع ہوتے۔ مزید یہ کہ پیچیدہ و لاینحل مسائل کے حل کے لیے آپ کے یہاں حاضر ہوتے تھے۔ آپ جب تک حیات رہے یہ سلسلہ جاری رہا۔ علما و طلبہ آتے گئے اور آپ کے علمی فیض سے مالامال ہوتے گئے۔ اور جنھیں آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا وہ اپنے آپ کو سعادت مند اور خوش قسمت تصور کرتے ہیں۔

■ مفتیٔ اعظم قدس سرہ کا طریقۂ تعلیم:

مفتیٔ اعظم قدس سرہ کا طریقۂ تعلیم اور درسِ افتا امتیازی شان کا حامل تھا۔ آپ درسِ افتا میں اس بات کا التزام فرماتے تھے کہ محض نفسِ حکم سے واقفیت نہ ہو بلکہ اس کے ماعلیہ و مالہٗ کے تمام نشیب و فراز ذہن نشین ہو جائیں۔ پہلے آیات و احادیث سے استدلال کرتے، پھر اصولِ فقہ و حدیث سے اس کی تائید دکھاتے اور قواعدِ کلیہ کی روشنی میں اس کا جائزہ لے کر کتبِ فقہ سے اس کی جزئیات پیش فرماتے، اور مزید اطمینان کے لیے فتاویٰ رضویہ یا امام احمد رضا بریلوی کا

ارشاد بیان فرماتے۔ اگر مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو قول راجح کی تعیین دلائل سے کرتے اور اصولِ افتا کی روشنی میں ماعلیہ الفتویٰ کی نشاندہی کرتے۔ پھر فتاویٰ رضویہ یا امام احمد رضا بریلوی کے ارشاد سے اس کی تائید پیش فرماتے۔ مگر عموماً یہ سب زبانی ہوتا۔ عام طور سے جواب بہت مختصر اور سادہ لکھنے کی تاکید فرماتے، ہاں! کسی عالم کا بھیجا ہوا استفتا ہوتا اور وہ ان تفصیلات کا خواست گار ہوتا تو پھر جواب میں وہی رنگ اختیار کرنے کی بات ارشاد فرماتے۔

مفتیٔ اعظم کا طریقۂ تعلیم انتہائی عمدہ تھا۔ آپ نہایت شفقت و محبت سے اپنے طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ پیچیدہ سے پیچیدہ اور دقیق سے دقیق مسائل کو اس آسانی سے سمجھاتے کہ وہ طلبہ کے ذہن نشین ہوجاتا۔ فتویٰ نویسی کی تربیت لینے والے علما سے آپ ہمیشہ فرماتے تھے کہ استفتا کے جواب میں جو صورت رائج ہو اس کے مطابق حکم واضح کریں اور جواب طول طویل دینے کے بجائے اجمالاً مگر جامع دیا جائے۔

(مفتیٔ اعظم کی نعتیہ شاعری کا تحقیقی مطالعہ، از ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی (بتصرف قلیل وکثیر))

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مفتیٔ اعظم کے صدقے علمِ نافع اور زہد وتقویٰ کی دولت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

* "میرے مفتیٔ اعظم ہند (علیہ الرحمہ) کی شاعری" *

از قلم: محمد ثقلین ترابی نوری/محمد سلیم رضوی

نعت اصناف سخن میں مشکل ترین صنف ہے، اس میں طبع آزمائی کرنے والوں کا زہرہ پانی پانی ہو جاتا ہے۔ اگر ذرا بھی افراط و تفریط ہوئی تو ایمان جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ سیدی الکریم مرشدی العظیم سرکار مفتیٔ اعظم قدس سرہ مشکل ترین مقام پر بھی نہایت سہل انداز میں شعر کہہ کر گذر گئے ہیں۔ جس میں نہ تو تنقیص کا شائبہ اور نہ کہیں غلو کا وہم ہو سکتا ہے۔ آپ کے پورے دیوان کو از اول تا آخر دیکھ جائیں، کہیں بھی سقم شرعی (شرعی نقص یا عیب یا غلطی) نہیں ملے گی۔ گویا پورا دیوان شرعی نقائص سے پاک ہے۔ ہاں کہیں کہیں حقیقت بیانی اور مسلک اہل سنت کی ترجمانی سے کلام میں کچھ ایسا رنگ پیدا ہو گیا ہے جو دشمنوں کی نظر میں کانٹا بن کر چبھ رہا ہے۔ آپ نے اس کے بارے میں ایک رباعی بھی کہیں ہے۔

"گلہائے ثنا سے مہکتے ہوئے ہار،
سقم شرعی سے منزہ اشعار،
دشمن کی نظر میں یہ نہ کھٹکیں کیوں کر،
ہیں پھول مگر ہیں چشم اعداء میں خار"

آپ "نوری" تخلص استعمال فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے نعتیہ کلام کا مجموعہ "سامانِ بخشش" شائع ہو کر منصۂ شہود پر اپنے جلوے بکھیر رہا ہے۔ یہ مجموعہ در حقیقت اسم با مسمّٰی ہے۔ اس میں ایک مومن کے لیے بخشش و مغفرت کا سامان موجود ہے۔ آپ کے نعتیہ کلام سے محسن انسانیت ﷺ کی ذات والا صفات سے والہانہ محبت اور خلوص و عقیدت کا رنگ جھلکتا ہے۔ آپ کی نعتوں کے مطالعہ سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے دل کی گہرائی اور عقیدت مندی سے کہا ہے، آپ کی نعتیں جذبات شعری کی صالح قدروں کی بھرپور ترجمانی کرتی ہیں۔

■ زبان و بیان:

مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کا کلام شیریں بیانی کے اعتبار سے اہل زبان کے دیوان عام میں سکہ رائج الوقت ہے۔ بلا شبہہ اسے اپنے اہل زمانہ پر فوقیت حاصل ہے۔ آپ کی زبان شگفتگی اور روانی میں ان اساتذہ کی زبان سے جن کو سلاست و سادگی اور محاورہ کے اعتبار سے مسلّم مانا گیا ہے کسی طرح بھی کم نہیں۔ تمثیلاً چند اشعار نقل کر رہا ہوں:

"ان کے جلوے ہیں مری آنکھوں میں،
اچھی ساعت سے موت آئی ہے"

"چمن طیبہ میں تو دل کی کلی کھلتی ہے،
کیا مدینہ سے سوا روضۂ رضواں ہوگا"

"وہ گلستاں ہے جہاں آپ ہوں جانِ جاناں، آپ صحرا میں اگر آئیں گلستاں ہوگا"

مفتیٔ اعظم کے تمام کلام میں زبان کی شگفتگی کا یہی عالم ہے اب حسن زبان کے ساتھ محاورہ بندی کی بہار دیکھیے:

"جانِ ایماں ہے محبت تری جانِ جاناں،
جس کے دل میں یہ نہیں خاک مسلماں ہوگا"

■ تشبیہ و استعارہ:

شعر میں مشکل اور پیچیدہ مضامین کو ادا کرنے میں تشبیہ و استعارہ سے مدد لینی پڑتی ہے، مفتیٔ اعظم نے نازک خیالات کے اظہار میں نہایت لطیف و دل نشیں تشبیہوں اور حسین استعاروں سے کام لیا ہے۔ ذیل کے شعر میں تشبیہات کی کار فرمائی ملاحظہ فرمائیں:

"کب چمکتا یہ ہلال آسماں ہر ماہ یوں،
جو نہ ہوتا اس پہ پرتو ابروے سرکار کا"

ہلال کو ابروے سرکار ﷺ سے تشبیہ دی جو پُر لطف تشبیہ ہے۔ مزید لطف کا باعث یہ ہے کہ اس کی چمک کو ابروے پاک کے پرتو پر موقوف رکھا ہے گویا پرتو ابروے سرکار ﷺ اصل ہے اور ہلال کی چمک دمک اس کا عکس و پرتو ہے۔

مفتیٔ اعظم کے کلام میں تشبیہات کی طرح استعارات بھی اچھوتے ہیں۔ تمثیلاً ایک شعر نقل کر رہا ہوں:

"یہ مہ و خور یہ ستارے چرخ کے فانوس ہیں،
شمع روشن ان میں ہے جلوہ ترے رخسار کا"

اس شعر میں آپ نے مہ و خور اور ستارے کو فانوس سے اور جلوۂ رخسار کو شمع روشن سے استعارہ کیا ہے۔

یوں تو آپ کے اکثر اشعار میں قرآنی آیات کا مفہوم ہے لیکن بعض اشعار میں آیات یا احادیث کا صاف صاف حوالہ موجود ہے۔ تمثیلاً چند اشعار نقل کر رہا ہوں:

"قولِ حق ہے قول تمہارا،
اِن ھو الّا وحی یوحٰی"

"فعل تمہارا فعلِ خدا ہے،
اس کا گواہ اللّٰہ رَمٰی ہے"

"سبھی رسل نے کہا اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیری،
نَا هٰا کا یہ مژدہ سنانے آئے ہیں"

"جز بشر اور کیا دیکھیں خیرہ نظر،
اَیُّکُمْ مِثْلِی گو وہ سنا کر چلے"

بیانِ عیبِ دشمن نعت ہی ہے،
کہ قرآن میں تَبَّتْ یَدَا ہے

■ کلامِ مفتیٔ اعظم میں عقیدۂ ختم نبوت کی ضیاباریاں:

سرکار کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا آخری نبی ہونا یعنی خاتم الانبیاء ہونا اجماعی عقیدہ ہے اور آفتاب نیم روز کی طرح روشن وظاہر۔ مفتیٔ اعظم ہند کے کلام میں عقیدۂ ختم نبوت پر کیسے کیسے اشعار موجود ہیں، یہاں چند نقل کیے جاتے ہیں۔

"تم ہو فتح باب نبوت،
تم سے ختم دورِ رسالت،
ان کی پچھلی فضلیت والے،
صلی اللہ صلی اللہ علیک وسلم"

"تم ہو اول تم ہو آخر، تم ہو باطن تم ہو ظاہر،
حق نے بخشے ہیں یہ اسما صلی اللہ علیک وسلم"
"تمھیں سے فتح فرمائی تمھیں پر ختم فرمائی،
رسل کی ابتدا تم ہو نبی کی انتہا تم ہو"
"تمھارے بعد پیدا ہو نبی کوئی نہیں ممکن!
نبوت ختم ہے تم پر کہ ختم الانبیا تم ہو"

ان اشعار میں کھلے لفظوں میں خاتمیتِ سرورِ دوجہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر عقیدے کی پختگی کا اظہار موجود ہے۔

■ کلامِ مفتیٔ اعظم میں ذکرِ مدینہ:

عالم کون و مکاں میں جس طرح مایۂ ناز عظمت و جلالت اور جمیع اوصاف سے متّصف پیغمبر آخر الزماں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہستی ہے اسی طرح انسانی بستیوں میں "مدینہ منورہ" تعظیم و تکریم اور اپنی مخصوص امتیازی شان میں یگانہ روزگار ہے۔

مولانا افروز قادری لکھتے ہیں:

حضرت مفتیٔ اعظم نے اپنے اشعار میں طیبہ و مدینہ کا ذکر اتنی کثرت سے کیا ہے کہ اگر سب کو تشریحی و تحلیلی نوٹ سے

سجایا جائے تو بلا مبالغہ ایک دفتر درکار ہوگا۔ عشقِ شہرِ رسول ﷺ کا عالم یہ ہے کہ آپ نے "مدینہ "ردیف میں مکمل ایک نعت ہی رقم فرمائی ہے جس کا ہر شعر عشق وعرفان کا ترجمان اور مدینہ وشاہِ مدینہ ﷺ سے عقیدت کا بے پناہ کا آئینہ دار ہے۔ ذیل میں اس نعت کے کچھ منتخب اشعار پیش ہیں:

"پیام لے کے جو آئی صدا مدینے سے،
مریض عشق کی لائی دوا مدینے سے
کرے گی مردوں کو زندہ یہ تشنوں کو سیراب،
وہ دیکھو اٹھی کرم گھٹا مدینے سے
مدینہ چشمۂ آب حیات ہے یارو!
چلو ہمیشہ کی لے لو بقا مدینے سے"

محبوب کا گھر، دیار، علاقہ اور اس دَربار دُربار سے نسبت رکھنے والی ہر شی یہاں تک کہ دیارِ حبیب ﷺ کا خار بھی پھولوں کی سیج سے زیادہ جاذب نظر اور باعثِ کشش ہوتا ہے۔ مدینہ کے خاروں سے مفتیٔ اعظم کے دلی لگاؤ کی کیفیت اور آپ کی نگاہ میں ان کا مقام ومرتبہ ذیل کے اشعار سے معلوم کرنا چنداں مشکل نہیں۔

"پاؤں کیا میں دل میں رکھ لوں پاؤں جو طیبہ کے خار،
مجھ سے شوریدہ کو کیا کھٹکا ہو نوک خار کا
نہ کیسے یہ گل و غنچہ ہوں خار آنکھو میں،
بسے ہوئے ہیں مدینے کے خار آنکھوں"

چمن طیبہ، ہوائے مدینہ، فضائے مدینہ اور خاکِ مدینہ کا ذکر بھی جا بہ جا ہوا ہے۔

"کھل جائیں چمن دل کے اور حزن میٹیں دل کے،
طیبہ سے صبا آ کے امداد ذرا کرنا
کب بہار چمنِ طیبہ نظر آتی ہے،
دیکھیے کب دل پژمردہ ہرا ہوتا ہے
کیسی پُر نور ہے جنت کی فضا اے نوری،
پھر بھی طیبہ کا مزا اس کی فضا نے نہ دیا"

مفتیٔ اعظم مدینہ شریف کی حضوری کو عصیاں کی دوا بلکہ مدینہ پاک کو مکمل "دار الشفا" قرار دیا ہے۔

"اس در کی حضوری ہی عصیاں کی دوا ٹھہری،
ہے زہر معاصی کا طیبہ میں شفا خانہ

مریض معاصی کو لے چل مدینہ،
مدینہ ہی عصیاں کا دار الشفا ہے"

سعادت حرمین طیبین کا کون آرزو مند نہ ہوگا؟ بالخصوص دیارِ حبیب ﷺ کا نظارہ کونسی آنکھ نہ چاہے گی؟ ذیل کے اشعار مفتیِ اعظم کی اسی دیرینہ آرزو کے اظہار ہیں۔

"آہ! قسمت مجھے دنیا کے غموں نے گھیرا،
ہائے تقدیر کہ طیبہ مجھے جانے نہ دیا
طیبہ جاؤں وہاں سے نہ واپس آؤں،
میرے جی میں تو اب یہ سمائی ہے
عمر ساری تو کٹی لہو میں اپنی نوری،
کب مدینہ کی طرف کوچ کا ساماں ہوگا"

شہرِ رسول ﷺ کے راستوں پر جان چھڑکنے کی سرخروئی اور آنکھیں بچھانے کی سعادت اہلِ عشق و وفا کا سب سے زریں اعزاز و تمغہ امتیاز ہے۔

مفتیِ اعظم اپنے عشق و ادب کا عندیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

"آبلے پاؤں میں پڑ جائیں جو چلتے چلتے،
راہ طیبہ میں چلو سر سے قدم کی صورت"

- درود و سلام:

سرکار ﷺ کی محبت و عقیدت میں درود و سلام کو بہت اہمیت حاصل ہے، نعت گو شعراء نے جہاں حضور ﷺ سے محبت و شیفتگی کو اشعار کے قالب میں ڈھالا ہے وہیں درود و سلام کا نذرانہ بھی اشعار کی صورت میں پیش کیا ہے۔

مفتیِ اعظم علیہ الرحمہ نے بھی بارگاہِ رسالت ﷺ میں درود و سلام کا نذرانۂ عقیدت بہ صورت اشعار پیش کیا ہے۔ آپ نے 80 اشعار پر مشتمل ایک سلام کہا ہے، جس میں ہر دوسرے شعر کا مصرعہ ثانی "تم پر لاکھوں سلام" ہے۔ ایک اور سلام 18 اشعار پر مشتمل ہے، جس میں ہر دوسرے شعر کے بعد تیسرے شعر کے مصرع اول میں "الصلاۃ والسلام، الصلاۃ والسلام" کے استعمال نے منظوم صلاۃ و سلام میں ایک جاذبیت پیدا کر دی ہے۔

آپ نے 78 اشعار پر مشتمل عشقِ رسول ﷺ میں ڈوب کر ایک ایسی نعت رفیع کہی ہے جس کے ہر دوسرے شعر کے مصرع ثانی میں "صلی اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیک وسلم صلی اللہ صلی اللہ" کی پیوند کاری نے اس نعت کو سونے کی ڈلی بنا دی ہے۔

اس کے علاوہ 18 اشعار پر مشتمل ایک اور نعت لکھی ہے جس میں ہر شعر کے اخیر میں درود پاک "صلی اللہ علیہ وسلم"

کو ایسے انداز میں استعمال کیا ہے کہ وہ اس شعر کا جز مکمل بن کر رہ گیا ہے۔ آدمی نعت شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ درود شریف پڑھنے کا بھی شرف حاصل کرلیتا ہے۔

آپ نے نعت و سلام کے علاوہ 40 اشعار پر مشتمل حمد باری تعالیٰ کہی ہے جو تخلیقِ انسان کا مقصود اصلی ہے اس میں آپ نے ہر دو شعر کے بعد "اللّٰہ ھو اللّٰہ ھو اللّٰہ ھو اللّٰہ ھو" کی تکرار رکھا ہے جس کے پڑھنے سے معصیت کا دفتر بجلی الٰہی سے مجلّیٰ و مصفّٰی ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور نظم رفیع تقریباً 200 اشعار پر مشتمل کہی ہے اور اس میں التزام یہ رکھا ہے کہ ہر دو شعر کے بعد "لاالٰہ الا اللّٰہ آمنّا برسولِ اللّٰہ" کو مخمس کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اس نظم کے اوائل میں آپ نے حمد باری تعالیٰ اور اسماء حسنیٰ اور صفات کبریٰ کا تذکرہ کیا ہے، اور آخر میں اسی التزام کے ساتھ نعت رسول انام ﷺ لکھی ہے۔

حمد و نعت کے علاوہ آپ نے سیدنا سرکار بغداد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بھی اپنی عقیدت و نیاز مندی کا اظہار کیا ہے۔ در حقیقت آپ چودھویں صدی میں نائب و مظہرِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ تھے، ان کی شان میں 97 اشعار پر مشتمل تین منقبتیں کہی ہیں جن سے صرف دو شعر تبرکاً نقل کر رہا ہوں جس سے مفتیٔ اعظم کا سیدی غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے کمال عقیدت کا پتہ چلتا ہے.

"کچھ ایسا گمادے محبت میں اپنی،
کہ خود کہہ اٹھوں میں منم غوث اعظم"
"یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے،
جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم"۔

الحاصل! حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہ ایک طرف جہاں گونا گوں خصوصیات کے حامل تھے، وہیں آپ ایک عظیم المرتبت اور بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ آپ کا مجموعۂ کلام "سامانِ بخشش" ایک ایسا علمی و ادبی شاہکار ہے جو ہمیشہ قدر و قیمت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور اس مجموعۂ کلام کی بدولت آپ کا نام ایک وفادار عاشقِ رسول ﷺ کی حیثیت سے صفحۂ دہر پر تا قیام قیامت زندہ و تابندہ رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مفتیٔ اعظم کے عشقِ رسول ﷺ جیسا عشق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

* "میرے مفتی اعظم ہند (علیہ الرحمہ) کی کرامات" *

از قلم: محمد سلیم رضوی/محمد ثقلین ترابی نوری۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ نے اعلی حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان قادری محدث بریلی علیہ الرحمہ کے آغوشِ ولایت میں پرورش پائی۔۔۔اعلی حضرت علیہ الرحمہ کی نگاہِ فیض نے آپ کو روحانیت کے اعلیٰ مدارج تک رسائی عطا کی۔۔۔بلا شبہ آپ اپنے معاصرین پر روحانی اعتبار سے فائق تھے اور تصوف و ولایت کی اعلی منازل پر فائز تھے۔آپ سے بے شمار کرامات کا صدور ہوا۔آپ کے حلقۂ ارادت میں آنے والا تقریبًا ہر شخص ہی آپ سے متعلق کشف و کرامت کا ذکر کرتا نظر آتا ہے۔

یہاں ہم آپ کی کثیر کرامات میں سے صرف دو کرامات بیان کر رہے ہیں جن سے آپ کی روحانیت اور روحانی مقام کے علو کا اندازہ ہوتا ہے۔حکایات ملاحظہ فرمائیں:

ا: شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں:

"ایک سال بریلی شریف کے ایک حاجی صاحب حج سے واپس آئے تو لوگوں سے دریافت کیا:

"حضرت مفتی اعظم کب حج کے لیے گئے تھے اور واپس ہوئے یا نہیں؟

لوگوں نے انہیں بتایا کہ:

"حضرت مفتی اعظم امسال حج کے لیے نہیں گئے تھے انہوں نے عید گاہ میں عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی ہے۔میں نے خود پڑھی سب حاضرین نے متفق اللفظ ہو کر یہی بتایا۔

انھوں نے حیرت سے کہا آپ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں میں نے ان کو طواف کرتے دیکھا ہے۔ مسجد حرام میں، منیٰ میں، عرفات میں ان سے ملاقات کی ہے۔مدینہ منورہ مسجد نبوی میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔مواجھہ اقدس میں سلام عرض کرتے ہوئے دیکھا ہے۔یہ سن کر حاضرین دم بخود رہ گئے لیکن سب نے پھر یہی کہا کہ تمہیں دھوکا ہوا ہوگا حضرت مفتی اعظم دولت کدہ ہی پر رہے۔حج کے لیے نہیں گئے تھے۔مگر انہوں نے بتاکید کہا: دھوکا کیسا؟

میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میں نے ان سے وہاں ملاقات کی ہے۔ان کی دست بوسی کی، بات چیت کی اور بلا کسی شبہ کے مسجد نبوی اور مواجھہ اقدس میں دیکھا ہے۔

اس کا عام چرچا ہوا۔سب نے ان حاجی صاحب کو یہ ہی بتایا کہ تم جو کہتے ہو، سچ ہے مگر حضرت امسال حج کے لیے نہیں گئے تھے۔حاجی صاحب نے خود یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا اور بھی بہت سے لوگوں سے بیان کیا۔

یہ حاجی صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت نے انہیں بہت پیار سے دیکھا، جاں نواز انداز میں مسکرائے اور حسب عادت ان کے قدم اور آنکھوں کو بوسے دیے۔حاجی صاحب دم بخود بیٹھے، ٹکٹکی باندھے، حضرت کو

دیکھتے رہے۔کچھ دیر کے بعد حضرت ان سے مخاطب ہوئے اور حرمین طیبین کے حالات پوچھتے رہے اور ایک بار بڑے محبت آمیز لہجے میں فرمایا:

"حاجی صاحب ہر بات بیان کرنے کی نہیں ہوتی، اس کا خیال رکھیے گا۔"

اسی سے متاثر ہو کر یہ حاجی صاحب مرید ہو گئے۔

(جہان مفتی اعظم ہند، صفحہ 324، مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

۲: حضرت مولانا محمد حنیف صاحب چترویدی، حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سفر "گورکھپور" کے حوالے سے سے لکھتے ہیں:

"آج حضور کی (گورکھپور میں) آمد کی تاریخ تھی۔ مسلمانوں نے ان تمام راستوں اور مقامات کو سجادیا تھا۔ جدھر سے حضرت کی سواری گزرنے والی تھی۔ ٹرین دو پہر کے وقت گورکھپور آنے والی تھی۔ مگر یہاں ریلوے اسٹیشن پر صبح سے ہی عاشقوں کا جمگھٹا پھول اور مالا لیے حضرت کے استقبال میں قطار لگائے کھڑا تھا اور بڑی بے صبری سے ٹرین کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ ہر ایک کے دل میں یہی تمنا تھی کہ سب سے پہلے میں حضرت کا استقبال کروں۔ سب سے پہلے میں اپنا ہار حضور کو پہناؤں۔

اس موقع سے ایک عجیب واقعہ یہ پیش آیا: شہر کا ایک سنار تھا اس کو بھی معلوم ہوا کہ بریلی شریف سے کوئی اللہ والا آرہا ہے۔ نہ جانے اس کو کیا ہو گیا تھا کہ صبح سے کئی بار اپنی دوکان چھوڑ کر میرے پاس آچکا تھا اور ہر بار یہی کہتا کہ مولانا صاحب! جو حضرت بریلی شریف سے آرہے ہیں میری دلی تمنا یہ ہے کہ سب سے پہلے میرا ہار ان کے گلے میں پڑے۔ سب سے پہلے میں ان سے ملاقات کروں، وہ اپنی بات پر مصر اور بے حد بے تاب نظر آتا۔

میں اس کی بات سنتا اور سوچنے لگتا کہ اس کی خواہش کیسے پوری کی جائے کیونکہ وہاں تو ہزاروں کی بھیڑ لگی تھی۔ یہ میرے اختیار سے باہر تھا، چونکہ یہ لوگوں کو علم ہو چکا تھا کہ حضرت کس ڈبے میں تشریف فرما ہیں اس لئے جہاں وہ ڈبہ رکنے والا تھا، وہاں تو کسی اور کا پہنچ پانا بے حد مشکل تھا۔ بھلا ایک سنار اپنی آرزو کیوں کر پوری کر پاتا مگر وہ بھی ہمت ہارنے والا نہیں تھا۔ وہ بھی ہار اور پھولوں کا گلدستہ لیے انہیں لوگوں میں شامل ہو گیا۔ حضرت بریلی سے لکھنؤ تک "کاشی وشوناتھ" سے تشریف لائے اور لکھنؤ سے پسنجر ٹرین سے گورکھپور تک (اس وقت لکھنؤ سے گورکھپور تک چھوٹی لائن تھی) اسٹیشن کا وہ پلیٹ فارم جس پر وہ پسنجر ٹرین آنے والی تھی عاشقوں سے بھر چکا تھا۔ سب کی نگاہیں ٹرین پر لگی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی ٹرین نظر آئی، لوگ نعرہ تکبیر و رسالت کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ ہر ایک آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے، یہ سنار بھی لگا رہا کافی قوت آزمائی کی لیکن عاشقوں کے ریلے نے اس کو دو ڈبے پیچھے پھینک دیا۔ ٹرین رکتے ہی لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور سب کے سب اس متعیّن ڈبے کی طرف دوڑے۔ سب سے پہلے حضرت ریحان ملت رحمۃ اللہ علیہ نے پلیٹ فارم پر قدم رکھا، لوگوں نے آپ کا استقبال کیا، مولانا عبدالحمید افریقی اترے، اور اب بابو میاں بھی باہر آ گئے، اب

لوگوں کی نگاہیں حضرت کے رخ انور کو تلاش کررہی تھیں۔ اور ادھر یہ سنار بڑی حسرت سے اپنے ہاتھ کے گلدستے کو دیکھ کر اپنی ناکامی پر کف افسوس مل رہا تھا کہ اس کے چہرے پر مسرت و شادمانی کی بہاریں رقص کرنے لگیں۔ اس کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ رہی، دیکھتا کیا ہے کہ جس ڈبے کے مقابل کھڑا وہ اپنی قسمت کو کوس رہا تھا اسی ڈبے سے حضرت مسکراتے ہوئے حاجی برکت اللہ کے ہمراہ باہر تشریف لاتے ہیں۔ پروانوں کی طرح جھپٹ کر آگے بڑھا اور سب سے پہلے زیارت کے بعد ہار اور پھولوں سے حضرت کا استقبال کیا۔ سبحان اللہ۔

بابو میاں کا بیان ہے کہ نہ جانے کیوں گورکھپور سے ایک اسٹیشن پہلے ہی حضرت نے فرمایا آپ لوگ اسی ڈبے میں رہیں میں حاجی صاحب کے ساتھ پیچھے والے ڈبے میں جاتا ہوں۔ اس وقت بظاہر حضرت کے اس عمل کی کوئی حکمت سمجھ میں نہ آئی اب معلوم ہوا کہ حضرت نے ایسا کیوں کیا تھا۔

(جہان مفتیٔ اعظم ہند، صفحہ 966، مطبوعہ شبیر برادرز، لاہور)

اللہ کریم حضرت کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں حضرت کے فیوض و کرم کے سائے میں رکھے۔

اٰمین بجاہ النبی الامین ﷺ

* "میرے مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ اکابر علماء و مشائخ کی نظر میں" *

از قلم: محمد ثقلین ترابی نوری/محمد سلیم رضوی

حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہ مہد سے لحد تک اپنی مثال آپ تھے۔ فضل و کمال، حکمت و معرفت، دانائی و بینائی، تدبر و تفکر، فقہ و افتاء، حدیث و تفسیر اور تصوف و کلام وغیرہ جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں یکتائے روزگار تھے۔ عشق مصطفیٰ ﷺ، احترامِ سادات، تکریم علمائے دین اور اصاغر نوازی میں آسمان کی بلندی پر تھے۔ اتباع سنت و شریعت، تصلب فی الدین ان کی سرشت میں تھا۔ اعلائے کلمۃ الحق ان کا خاص وطیرہ تھا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں انہیں کبھی بھی کسی لومۃ لائم کا کوئی خوف تھا نہ حکومت و اقتدار اور دولت و ثروت کا کوئی خطرہ۔ زہد و تقویٰ اور طہارت و پاکیزگی میں جنید وقت تھے۔

آپ آئندہ سطور میں مفتیٔ اعظم کے متعلق اکابر علماء و مشائخ کے ارشادات پڑھ کر برملا اس حقیقت کا اعتراف کریں گے کہ مفتیٔ اعظم اپنے اکابر کے نورِ نظر، مایۂ افتخار اور لائق صد تحسین و تبریک تھے اور معاصرین کے معتمد و مستند اور مسلم الثبوت مرجع اور اصاغر کے ملجا و ماویٰ تھے۔

یہ امر عیاں ہے کہ کوئی شخص اپنے معاصر و ہم رتبہ کے فضل و کمال کا بہت مشکل سے قائل ہوتا ہے، یہی سبب ہے کہ اگر اصاغر اپنے شیوخ و اساتذہ کی مدحت سرائی اور ان کے فضائل و مناقب میں رطب اللسان ہوں تو یہ ان کی عقیدت مندی پر محمول کر دیا جاتا ہے اور اگر ایک معاصر اپنے معاصر کے علم و حکمت، شرافت و نظافت، زہد و تقویٰ اور اس کی شخصیت کی دل آویزی کا معترف ہو تو اسے بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے اور اہل علم اس اعتراف کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اس پہلو سے جب آپ مفتیٔ اعظم کا مطالعہ کریں تو بلاشبہ آپ کی ذات بڑی منفرد و ممتاز نظر آتی ہے کہ آپ کے معاصرین میں ہر ایک اپنی جگہ مسلم الثبوت شخصیت کا حامل تھا اور چار دانگ عالم میں ان کے علم و معرفت کا ڈنکا بج رہا تھا مگر سب نے آپ کو اپنا مرجع اور معتمد و مستند اور مقتدا و امام مانا۔ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ قانونِ شریعت کے مطابق ہونے پر اتفاق کیا۔ ولایت و کرامت کا بلند مینار اور فقہ و فتاویٰ میں "مفتیٔ اعظم" مانا

آئیے ان اہل علم کے اعترافات و تاثرات کا بچشم سر نظارہ کریں۔

■ سلطان العارفین خواجہ ابوالحسین احمد نوری میاں (علیہ الرحمہ):

(مفتیٔ اعظم کی ولادت کے بعد کا فرمان) یہ بچہ ولی ہے اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے یہ فیض کا دریا بہائے گا۔

(اعلیٰ حضرت سے فرمایا) مبارک ہو آپ کو یہ، قرآنی آیت وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ (اور میرے لئے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کردے) کی تفسیر مقبول ہو کر آپ کی گود میں آگئی ہے، آل الرحمٰن محمد ابو البرکات محی الدین

جیلانی۔

- صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی (علیہ الرحمہ):

حضرت صدر الافاضل سے کوئی پوچھتا کہ اس مسئلہ میں آپ کا کیا خیال ہے تو اپنی رائے بتاتے، پھر کوئی کہتا کہ حضرت مفتی اعظم تو یہ فرماتے ہیں تو کہتے "بس بس جو مفتی اعظم فرماتے ہیں وہی حق و صحیح ہے"۔

- محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی (علیہ الرحمہ):

مفتی اعظم کے ایک فتویٰ پر آپ کے لیے یہ تحریر فرمایا "ھذا قول العالم المطاع وماعلینا الا الاتباع" (یعنی یہ عالم مطاع کا ارشاد ہے اور ہم پر اس کی پیروی لازم ہے)۔

- سرکار کلاں سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی (علیہ الرحمہ) کچھوچھہ شریف:

حضرت (مفتی اعظم) کی پوری زندگی پر ایک طائرانہ نگاہ ہی ڈالیے تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ خلوص و للٰہیت ان کی شخصیت کا "ٹریڈ مارک" تھا۔ ان کا کوئی قول یا عمل میری نگاہ میں ایسا نہیں ہے جو خلوص و للٰہیت سے عاری ہو۔

- شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی (علیہ الرحمہ) مبارک پور:

مفتی اعظم ایک شمع ہیں جس پر نثار ہونے کے لیے پوری دنیائے سنیت پروانہ وار ٹوٹی پڑتی ہے جس کا نظارہ پوری دنیا نے بارہا کیا ہے۔

- رئیس التحریر علامہ ارشد القادری (علیہ الرحمہ) جمشید پور:

اس دریائے ناپید کنار کے تلاطم کا تو یہ حال ہے کہ بحث کے جس نکتے پر قلم اٹھتا ہے، مختلف سمتوں میں اتنی دور تک پھیل جاتا ہے کہ اس کا سمیٹنا مشکل ہے۔ ابن اسحاق کی حدیث پر حضور مفتی اعظم نے فن حدیث کے ایسے ایسے علمی ذخائر و نوادر کا انبار لگا دیا ہے کہ عقل حیران ہے کہ ہم کس کس رخ سے اس جلوے کا تماشا دیکھیں اور اس چمکتے ہوئے نگار خانے میں کس کس گوہر تاب دار کی نشاندہی کریں۔

حضور مفتی اعظم کو اب تک اپنے وقت کے ایک فقیہ اعظم اور مجتہدانہ بصیرت رکھنے والے ایک فقید المثال اور وحید العصر امیر کشور افتاء کی حیثیت سے جانتے تھے لیکن "وقایۃ اہلسنۃ" کے مطالعے کے بعد ہر انصاف پسند کو یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ وہ صرف مفتی اعظم نہیں تھے بلکہ اپنے دور میں "فن حدیث کے امام اعظم تھے"۔

- جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان ازہری میاں (علیہ الرحمہ):

مفتی اعظم علم کے دریائے ذخار تھے، جزئیات حافظے سے بتا دیتے تھے۔ فتاویٰ قلم برداشتہ لکھ دیا کرتے تھے۔ ان کا عمل ان کے علم کا آئینہ دار تھا جن علمی اشکال میں لوگ الجھ کر رہ جاتے تھے وہ حضرت چٹکیوں میں حل فرما دیا کرتے تھے۔

(جہان مفتی اعظم، صفحہ 998)

مفتیٔ اعظم کے متعلق اور بھی کئی علماء ومشائخ نے اپنے تاثرات پیش کیے ہیں، جی تو چاہتا ہے کہ جس قدر ہو سکے زیادہ سے زیادہ ضبطِ تحریر میں لایا جائے، مفتیٔ اعظم کی باتیں کرتا رہوں، ان کا تذکرہ کرتا، ان کے واقعات ان کی باتیں لکھتا رہوں، لکھتا رہوں، لکھتا رہوں لیکن خوفِ طوالت کہ سبب انہی چند باتوں پر اکتفاء کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ کی برکت سے ہمیں بھی علم وعرفاں کی دولت سے مالامال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

* "میرے مفتیٔ اعظم ہند (علیہ الرحمہ) کے چند مشاہیر تلامذہ" *

از قلم: محمد ثقلین ترابی نوری/محمد سلیم رضوی

مدارسِ اسلامیہ کے اساتذہ وفارغ التحصیل طلبہ نیز زیرِ تعلیم طلبہ اپنے آپ کو حضرت مفتیٔ اعظم کے حلقۂ شاگردی میں شمار ہونے کو سعادت سمجھتے تھے۔ اور اسی سعادت کے حصول کے لیے بریلی شریف بارگاہِ مفتیٔ اعظم ہند میں حاضر ہوتے اور اس شرف سے مشرّف ہوتے اور اپنے آپ کو سعید و خوش قسمت تصور کرتے۔ مفتیٔ اعظم بھی طلبہ سے بڑی محبت فرماتے۔

■ مفتیٔ اعظم (قدس سرہ) کی طلبہ سے شفقت و محبت:

حضرت مفتیٔ اعظم طلبہ سے مشفقانہ و مربیانہ اور محبت آمیز رویہ رکھتے تھے۔ آپ طلبہ پر نہایت مہربان تھے، انھیں شفقت و محبت سے نوازتے اور ہر طرح ان کی خدمت کرتے حتیٰ کہ غریب و نادار طلبہ کو خفیہ طور پر خرچ کے لیے رقوم بھی عنایت فرماتے۔ یوں ہی درس و تدریس کے ذریعہ ان کی خدمت کرتے، نہایت شفقت و محبت سے ان کو پڑھاتے، علمِ نافع حاصل ہونے کی دعائیں دیتے، کوئی طالب علم مسئلہ دریافت کرتا یا حدیث یا فقہ کی کتاب کے آغاز کے وقت تبرکاً پڑھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا، آپ نہایت شفقت سے جواب دے کر مطمئن فرماتے، جلسۂ دستارِ فضیلت کے موقع پر علما و طلبہ کے لیے خصوصی دعوت کا اہتمام فرماتے تھے۔ خوشی کے موقع پر کھانے پکوا کر طلبہ کو کھلاتے۔ بیش تر طلبہ ایسے تھے جو دونوں وقت آپ کے یہاں کھاتے تھے، بعض طلبہ کو ان کے ذوقِ علمی کی بنا پر آپ خود اپنے مکان پر ٹھہراتے اور نہایت لطف و کرم سے قیام و طعام کا بندوبست فرماتے نیز ان کو اپنے علمی و روحانی فیضان سے مالامال کرتے۔ غرض یہ کہ علما کی توقیر، طلبہ سے شفقت و محبت جو آج کل بڑی بڑی ہستیوں میں مفقود ہوتی جارہی ہے۔ وہ آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

آپ کا علمی رعب و دبدبہ اور روحانیت ساری دنیا پر واضح ہے، آپ عالمِ اسلام میں مسلمانوں کی توجہ کا مرکز تھے۔ اس کے باوجود اپنے شاگرد رشید مولانا سردار احمد رضوی لائل پوری کو کن الفاظ سے یاد کرتے ہیں، آپ کے ایک مکتوب کا اقتباس نشانِ خاطر کرتے ہوئے اپنے شاگرد کے تئیں اُن کی والہانہ شفقت و محبت کا اندازہ کیجیے:

"آپ کے مدرسہ اور خدماتِ دینی کا حال ہر آنے والے سے معلوم ہوتا رہتا ہے۔ ماشاءاللہ حول ولا قوۃ الا باللہ۔ مولا تعالیٰ آپ کے فیض کو اور زیادہ سے زیادہ کرے اور دارین کی نعمتوں، برکتوں سے آپ کو مالامال کرے اور بہت بہت ترقیاں ہر قسم کی دینی و دنیوی نصیب فرمائے آپ کی خدماتِ دینی کو شرفِ قبول بخشے اور بیش از بیش توفیقِ خیر دے اور آپ کو اس فقیر حقیر گناہ گار، عصیاں کار کے لیے سرمایۂ نجات بنائے۔ آپ کی دینی خدمات سُن سُن کر دل باغ باغ ہے۔"

■ مفتیٔ اعظم (قدس سرہ) کے تلامذہ:

حضرت مفتیٔ اعظم کے شاگردوں اور آپ سے علمی و فقہی استفادہ کرنے والوں میں بڑے بڑے علما و فقہا، مدرسین و محققین، مفسرین و محدثین، متکلّمین و مناظرین گزرے ہیں جن کی ہند و پاک اور دیگر ممالک میں ایک بڑی جماعت ہے۔ آپ کے تلامذہ و مستفیدین عالم، عامل، مدرس، مقرر، مفسر و محدث، مناظر و متکلّم، منطقی و فلسفی، محقق و مصنف، فقیہ و قاضی اور مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ ملک و ملت کے بہی خواہ، ہم درد اور بے لوث خادم ہیں۔

استاذ کی سیرت و کردار، علم و عمل کی پختگی اور قول و فعل کی یکسانیت اور ہم آہنگی کا اثر تلامذہ پر ضرور پڑتا ہے۔ خصوصًا جب استاذ کی علمی و روحانی قوت اپنے معاصر علما و مشائخ سے بھی خراجِ عقیدت وصول کر چکی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مفتیٔ اعظم کے تلامذہ و مستفیدین رسوخ فی العلم، استقامت فی الدین، مسلک سے والہانہ محبت، عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور دیگر مقاصد علم میں ایسے ممتاز و منفرد ہیں کہ اپنی مثال آپ ہیں۔

تحقیق سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ منظرِ اسلام و مظہرِ اسلام کے جن طلبہ نے آپ سے درس لیا یا استفادہ کیا ان کا کوئی ریکارڈ نہ رکھا گیا اس لیے آپ کے تلامذہ و مستفیدین کا شمار ممکن نہیں رہا۔ لیکن یہ حقیقت تو ظاہر ہے کہ آپ کے ان گنت تلامذہ و مستفیدین آسمانِ علم و فضل کے مہر و ماہ بن کر چمکے اور ان کا علمی فیض ہند و پاک اور اس کی سرحدوں کے پار بھی فضاؤں کو منور کر رہا ہے۔

■ مفتیٔ اعظم (قدس سرہ) کے درسی تلامذہ:

حضرت مفتیٔ اعظم کے کئی تلامذہ میں سے چند کے اسمائے گرامی ذیل میں ملاحظہ ہوں:

محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی، شیخ الحدیث والفقہ مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی، مولانا مفتی حشمت علی خاں رضوی، مولانا محمد تحسین رضا خاں محدث بریلوی، شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی، مولانا محمد ریحان رضا خاں رضوی بریلوی، تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری میاں، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ رضوی امجدی اعظمی، مولانا محمد منظور احمد فیضی، فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی، مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی و دیگر۔

■ مفتیٔ اعظم (قدس سرہ) کے افتا کے تلامذہ:

مفتیٔ اعظم کے شاگردوں میں آپ سے فتویٰ نویسی میں استفادہ کرنے والے حضرات کی تعداد کثیر ہے۔ بلکہ اگر برصغیر کے مفتیانِ کرام کے اسما جمع کیے جائیں تو ان میں بیش تر حضرات آپ کے بلاواسطہ یا بلواسطہ شاگرد ہوں گے۔

مفتیٔ اعظم کے درسِ افتا کے چند تلامذہ کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں:

مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات سید احمد رضوی، مفتی سید افضل حسین مونگیری، مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی، مولانا محمد حبیب رضا خاں بریلوی، مفتی عبدالمنان اعظمی، شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی، تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری میاں، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ رضوی امجدی اعظمی، مفتی محمد صالح رضوی و دیگر۔

آپ کی تدریسی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع ہوا کہ آپ سے بالواسطہ یا بلا واسطہ علمی و فقہی استفادہ کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت نہ صرف ہند و پاک بلکہ دیگر ممالک میں بھی موجود ہے۔ جو ہمہ وقت دین و مذہب کی حفاظت و صیانت میں مصروف ہے

(مفتیٔ اعظم کی نعتیہ شاعری کا تحقیقی مطالعہ، از ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی (بتصرف قلیل و کثیر))

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مفتیٔ اعظم کے صدقے علمِ نافع اور زہد و تقویٰ کی دولت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

* "میرے مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے چند مشاہیر خلفاء" *

از قلم: محمد ثقلین ترابی نوری/محمد سلیم رضوی

حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ سے فیض حاصل کرنے والے علما میں اپنے وقت کے فقید المثال عالم، قاضیانِ عدالت اور حاملینِ شریعت وطریقت ہیں، جو اپنے علاقے اور عہد کی تابناک شخصیات ہیں۔ آپ کے خلفا کی ایک طویل فہرست ہے، آپ کے خلفا کی تعداد اتنی ہے جتنی کہ دوسرے پیروں کے مریدوں کی تعداد نہیں ہوتی۔ مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب نے ذرائع ابلاغ و وسائل سے ایک نامکمل فہرست تیار کی ہے، جس میں سے چند حضرات کے نام اور ان میں سے چند خلفا (جن کا تعلق پاکستان سے ہے ان) کے مختصر تعارف پیش کیے جا رہے ہیں۔

* خلفائے مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ: *

مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خان جیلانی بریلوی، مبلغ اسلام علامہ خوشتر نورانی صدیقی، غزالیٔ زماں مولانا سید احمد سعید کاظمی، جانشینِ مفتیٔ اعظم حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان، رئیس التحریر علامہ ارشد القادری، بحر العلوم مفتی سید افضل حسین مونگیری، ادیب عصر مولانا بدر القادری، منبع العلم مولانا بہاء المصطفیٰ امجدی، استاذ العلماء مفتی تقدس علی خاں، قاطع نجدیت مولانا محمد حسن علی رضوی، شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خان رضوی، خلیل ملت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی، ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضا خاں، امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری، فضیلۃ الشیخ مولانا سید نور مکی (حجاز مقدس)، فضیلۃ الشیخ سید محمد علوی مالکی (استاذ الحدیث مسجد حرم شریف)، شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی، شمس العلماء مفتی قاضی شمس الدین احمد جونپوری، محدث کبیر ممتاز الفقہاء علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، شیخ العلماء علامہ عبد المصطفیٰ ازہری، صاحب تصانیف کثیرہ علامہ محمد فیض احمد اویسی، فضیلۃ الشیخ علامہ فضل الرحمٰن مدنی بن قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی، خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی، مصلح اہلسنت قاری مصلح الدین صدیقی رضوی، اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف رضوی، وقار ملت مفتی وقار الدین رضوی، مرد مومن مرد حق علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نوری (رحمہم اللہ تعالیٰ)۔

خوفِ طوالت کے سبب چند خلفاء کے نام ذکر کیے (مزید خلفاء کے نام اور مختصر تعارف جاننے کے لیے مولانا شہاب الدین رضوی کی کتاب "مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفاء" کا مطالعہ فرمائیں)

ملکِ پاکستان سے تعلق رکھنے والے چند خلفائے مفتیٔ اعظم ہند کے مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

- **غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمہ: ***

غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں، حضرت علامہ ابو النجم سید احمد سعید شاہ کاظمی چشتی صابری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت 4 ربیع الآخر 1331ھ مطابق 13 مارچ 1913ء بروز جمعرات محلہ کٹکوئی شہر امروہہ، ضلع مراد آباد میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ

نسب 44 واسطوں سے حضور سرورِ عالم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ آپ خلیفۂ مفتی اعظم، عالم باعمل، صوفی باصفا، محدث، مفسر، فقیہ، مدرس، مصنف، خطیب، شیخ طریقت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے عظیم مبلغ و داعی تھے۔ تمام عمر مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ، اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے جد و جہد کرتے رہے۔ 25 رمضان 1406ھ مطابق 4 جون 1986ء بروز بدھ افطاری کے بعد نماز مغرب کی تیاری کرتے ہوئے وصال فرمایا۔ مزار پر انوار شاہی عید گاہ عثمان آباد کالونی ملتان میں مرجعِ خلائق ہے۔ [تعارف علمائے اہلسنت، نور نور چہرے، حیات غزالیٔ زماں]

- **محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی قادری رضوی علیہ الرحمہ:**

محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی قادری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 29 جمادی الاخریٰ 1321ھ مطابق 22 ستمبر 1903ء قصبہ دیال گڑھ (ضلع گورداس پور، مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی۔ آپ مرید حضرت خواجہ شاہ سراج الحق چشتی کرنالوی، خلیفۂ حجۃ الاسلام و مفتی اعظم و صدر الشریعہ، استاذ العلماء، محدث جلیل، شیخ طریقت، بانی سنی رضوی جامع مسجد و جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد اور اکابرین اہل سنت میں سے تھے۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے جن میں حضور تاج الشریعہ کے والد گرامی مفسر اعظم ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں (علیہم الرحمہ) بھی شامل ہیں۔ یکم شعبان 1382ھ مطابق 29 دسمبر 1962ء ذکر اللہ کرتے وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک فیصل آباد پنجاب پاکستان میں ہے۔ (تذکرہ محدث اعظم، حیات محدث اعظم)

- **دامادِ حجۃ الاسلام شیخ الحدیث علامہ مفتی تقدس علی خان علیہ الرحمہ:**

تلمیذ و شاگرد اعلی حضرت، داماد و خلیفۂ حجۃ الاسلام، مفتی تقدس علی خان قادری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی رجب 1325ھ مطابق اگست 1907ء بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ساری زندگی درس و تدریس اور دین متین کی خدمت میں گزاری۔ سندھ کی مشہور خانقاہ پیر پاگاڑہ کے قائم کردہ دینی ادارے جامعہ راشدیہ میں شیخ الجامعہ کے عہدے پر فائز رہے اور سینکڑوں علماء تیار کیے۔ 3 رجب 1408ھ مطابق 22 فروری 1988ء بروز بدھ 12 بجکر 10 منٹ پر درود شریف پڑھتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔ مفتی وقار الدین صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مزار شریف پیر جو گوٹھ، ضلع خیر پور، سندھ، پاکستان میں ہے۔

- **بحر العلوم حضرت علامہ مفتی افضل حسین رضوی مونگیری:**

استاذ تاج الشریعہ، بحر العلوم، حضرت علامہ مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 14 رمضان المبارک 1337ھ مطابق 13 جون 1919ء بورنا (ضلع مونگیر صوبہ بہار) ہند میں ہوئی۔ آپ فاضل و استاذ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف، استاذ العلماء، محقق، مفتی، شیخ الحدیث، ماہر علم توقیت و منطق و حساب، خلیفۂ مفتی اعظم ہند، مصنف کتب اور اکابرین اہل سنت سے تھے۔ آپ کی 40 سے زائد کتب میں زبدۃ التوقیت، عمدۃ الفرائض اور منظر الفتاوی معروف ہیں۔ 20 رجب 1402ھ مطابق 1982ء سکھر میں وصال فرمایا۔ مزار شریف جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر،

صوبہ سندھ، پاکستان میں ہے۔ (مفتی اعظم اور ان کے خلفاء، تذکرہ علماء اہلسنت پاکستان)

■ وقارِ ملت حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ:

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1333ھ کو پیلی بھیت (ہند) میں ہوئی اور کراچی میں 20 ربیع الاول 1413ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار دار العلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی میں ہے۔ آپ فاضل دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف، مرید حجۃ الاسلام، خلیفہ مفتی اعظم ہند، جید عالم و مدرس، مفتی اسلام اور شیخ الحدیث ہیں۔ وقار الفتاوی (3 جلدیں) آپ کے فتاوی کا مجموعہ ہے۔ آپ کا مزار دار العلوم امجدیہ میں واقع ہے۔

■ ممتاز المحدثین شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفی ازہری علیہ الرحمہ:

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ازہری بن صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی الاعظمی ۷ ۱۳۳۳ھ بمطابق ۱۹۱۸ء میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے عبد المصطفیٰ رکھا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ ازہر تشریف لے گئے اور وہاں سے دو سندیں ''شہادۃ الاہلیۃ'' و ''شہادۃ العالمیہ'' حاصل کیں۔ پھر وہاں سے واپسی پر صدر الشریعہ سے حدیث کا دورہ کیا۔ آپ نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور حجۃ الاسلام، مفتیٔ اعظم و قطب مدینہ علیہم الرحمہ کی طرف سے سلسلہ قادریہ میں خلافت و اجازت حاصل کی۔ ۱۹۷۰ء اور ۱۹۸۵ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۸۹ تک، تقریباً ۵۰ سال درس و تدریس کرتے رہے۔ آپ پر دوران درس فالج کا اٹیک ہوا۔ نو ماہ تک آپ بستر علالت پر رہے اور ۱۶، ربیع الاول ۱۴۱۰ھ بمطابق ۱۸، اکتوبر ۱۹۸۹ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار دار العلوم امجدیہ میں واقع ہے۔

■ مصلح اہلسنت پیر طریقت حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی رضوی علیہ الرحمہ:*

مصلح اہل سنت، کراچی کو بریلی شریف بنانے والے، حضرت علامہ مولانا قاری محمد مصلح الدین صدیقی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۱۷ء کو قندھار شریف (ضلع نانڈیر، صوبہ اورنگ آباد، حیدر آباد دکن) ہند میں ہوئی۔ آپ کے آباء و اجداد شرفاء دکن میں سے تھے اور پشتہا پشت سے خدمت دین اور فروغ اسلام کے فرائض سر انجام دیتے آرہے تھے۔ آپ شاگرد حافظ ملت، مرید و خلیفۂ صدر الشریعہ و مفتیٔ اعظم و قطب مدینہ علیہم الرحمہ، عالم باعمل، خوش الحان قاری، استاذ العلماء، بانی مدرسہ انوار القرآن و بزم رضا اور کامل شیخ طریقت تھے۔ ۷ جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۸۳ء کو وصال فرمایا، نماز جنازہ کی امامت نبیرہ اعلی حضرت، تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب علیہ الرحمہ نے فرمائی اور کم و بیش ۳۰ ہزار مسلمان آپ کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ مزار مبارک کراچی کے علاقے جوڑیا بازار، مصلح الدین گارڈن میں ہے جس کا سابقہ نام کھوڑی گارڈن تھا مگر حکومت پاکستان نے آپ کے اعزاز میں تبدیل کر کے آپ کے نام پر مصلح الدین گارڈن رکھ دیا۔

■ شاگردِ صدر الشریعہ حکیم مفتی قاری محبوب رضا خان قادری رضوی علیہ الرحمہ:

حضرت مولانا حکیم مفتی قاری محبوب رضا خان قادری رضوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی کی پیدائش 20 محرم الحرام 1335ھ مطابق 16 نومبر 1916ء کو بریلی شریف میں ہوئی۔ آپ فاضل دار العلوم منظر اسلام، شاگرد صدر الشریعہ، حاذق طبیب، مفتی اسلام، بلند پایہ شاعر، بانی مدرسہ حنفیہ رضویہ کراچی، مدرس و مفتی دار العلوم امجدیہ کراچی، مبلغ اسلام، خلیفہ مفتی اعظم ہند، امام و خطیب میمن مسجد کولمبو و مصلح الدین گارڈن اور صاحب تصنیف تھے۔ کراچی میں 2 جمادی الاخریٰ 1412ھ مطابق 9 دسمبر 1991ء کو صبح 7 بجکر 15 منٹ پر وصال فرمایا، مفتی عبد العزیز حنفی صاحب حفظہ اللہ تعالی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ کراچی کے میوہ شاہ قبرستان میں آپ کا عالیشان مزار شریف ہے۔ (انوار علمائے اہل سنت سندھ)

■ خلیلِ ملت حضرت علامہ مفتی خلیل خاں برکاتی علیہ الرحمہ:

خلیلِ ملت، خلیفۂ مفتیٔ اعظم، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی رضوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ذیقعدہ 1338ھ مطابق جولائی 1920ء میں بمقام کھریری ضلع علی گڑھ پیدا ہوئے۔ آپ مرید حضرت شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی، شاگرد صدر الشریعہ، خلیفۂ مفتیٔ اعظم و احسن العلماء، سندھ اور بلوچستان کے مفتی اعظم، استاذ العلماء، کتب کثیرہ کے مصنف اور بانی و شیخ الحدیث دار العلوم احسن البرکات (حیدرآباد، پاکستان) تھے۔ کتب میں "ہمارا اسلام (پانچ حصے)" مشہور ہے۔ 28 رمضان المبارک 1405ھ بمطابق 18 جون 1985ء کو حیدرآباد، سندھ، پاکستان میں وصال فرمایا۔ نمازِ جنازہ شیخ الحدیث علامہ مفتی وقار الدین صاحب (علیہ الرحمہ) نے پڑھائی اور درگاہ حضرت سخی عبد الوہاب شاہ جیلانی علیہ الرحمہ میں دفن ہونے کی سعادت پائی۔ (مفتی اعظم اور ان کے خلفاء)

■ فیضِ ملت، صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ:

فنا فی الرسول ﷺ، شیخ الحدیث والتفسیر، فیض ملت، حضرت علامہ الحاج حافظ مفتی ابو صالح محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی محدث بہاولپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی 1351ھ مطابق 1932ء حامد آباد (رحیم یار خان) میں پیدا ہوئے۔ آپ خلیفۂ مفتی اعظم، تلمیذ محدث اعظم، مفسر قرآن، مفتی اسلام، شارح کتب احادیث، مصنف کتب کثیرہ، جید عالم دین، مایہ ناز مدرس اور بے مثال محقق تھے۔ جامعہ اویسیہ رضویہ (بہاولپور، پاکستان) اور تقریباً چار ہزار کتب و رسائل آپ کی یادگار ہیں۔ 15 رمضان 1431ھ مطابق 26 اگست 2010 بروز جمعرات صبح 6 بجکر 15 منٹ پر وصال فرمایا۔ مزار پر انوار جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان میں ہے۔ (ماہنامہ فیض عالم، فیوض الرحمن، تعارف علمائے اہلسنت)

■ مرد مؤمن مرد حق حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نوری علیہ الرحمہ:

امیر اہلسنت، نقیب مسلک اعلیٰ حضرت، مرد مؤمن، مرد حق، حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری جیلانی نوری رضوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادت 27 رمضان 1365ھ موضع کلمہ نو ریاست حیدرآباد دکن، ہندستان میں ہوئی۔ آپ مرید و خلیفۂ مفتیٔ اعظم، معروف عالم دین، عالمی مبلغ اسلام، مایہ ناز خطیب، بہترین مصنف، پیر طریقت، رہبر شریعت، ناشر

مسلک اعلی حضرت، اہلسنت و جماعت کی فعال ترین شخصیت، سینکڑوں مساجد، مدارس اور تنظیموں کے بانی و سرپرست، اور محبوب علماء و عوام تھے۔50 سال سے زائد عرصہ تک دینی، ملی و سماجی خدمات سرانجام دیں۔کئی سرکاری و غیر سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔طویل علالت کے بعد 4 محرم 1438ھ بروز جمعرات صبح 10 بجکر 25 منٹ پر 72 سال کی عمر میں وصال فرمایا۔نماز جنازہ میں خواص و عوام کی بہت بڑی تعداد شریک ہوئی، اور میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی، پاکستان میں اپنے خالو و سسر محترم علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ کے پہلو میں آرام فرما ہوئے۔

نوٹ: خلفائے مفتیٔ اعظم کے مختصر تعارف https://m.facebook.com/MuftiAsjadRazaKhanQadiri سے لیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مفتیٔ اعظم و خلفائے مفتیٔ اعظم کے درجات کو بلند فرمائے ان تمام نفوس قدسیہ کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور ان کے صدقے ہمیں بھی دین مبین کا نور کامل عطا فرمائے اور خادم بنائے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

ہماری اردو کتابیں:

(1) بہار تحریر-عبد مصطفی آفیشل

علمی تحقیقی اور اصلاحی تحریروں پر مشتمل ایک گلدستہ جس کے اب تک چودہ حصے شائع ہو چکے ہیں۔ ہر حصے میں پچیس تحریریں ہیں جو مختلف موضوعات پر ہیں۔

(2) اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا جائز نہیں ہے۔

(3) اذان بلال اور سورج کا نکلنا-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک واقعے کی تحقیق پیش کی گئی ہے جس میں حضرت بلال کے اذان نہ دینے پر سورج نہ نکلنے کا ذکر ہے۔

(4) عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی احباب کے مضامین شامل کیے گئے ہیں جو عشق مجازی کے تعلق سے ہیں، عشق مجازی کے مختلف پہلوؤں پر یہ ایک حسین سنگم ہے۔

(5) گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!-عبد مصطفی آفیشل

اس مختصر سے رسالے میں گانے بجانے کی مذمت پر کلام کیا گیا ہے اور گانوں کے کفریہ اشعار بیان کئے گئے ہیں جسے پڑھ کر کئی لوگوں نے گانے بجانے سے توبہ کی ہے۔

(6) شب معراج غوث پاک-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک مشہور واقعے کی تحقیق بیان کی گئی ہے جس میں حضرت غوث اعظم کی شب معراج ہمارے نبی علیہ السلام سے ملنے کا ذکر ہے۔

(7) شب معراج نعلین عرش پر-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک واقعے کی تحقیق پیش کی گئی ہے جس میں معراج کی شب حضور نبی کریم علیہ السلام کا نعلین پہن کر عرش پر جانے کا ذکر ہے۔

(8) حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں حضرت اویس قرنی کے اپنے دندان شہید کر دینے والے واقعے کی تحقیق بیان کی گئی ہے اور ساتھ یہ بھی کہ اللہ کے آخری رسول علیہ السلام کے دندان شہید ہوئے تھے یا نہیں اور ہوئے تو اس کی کیفیت کیا تھی اور کئی تحقیقی نکات شامل بیان ہیں۔

(9) ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ مجموعہ ہے ان فتاوی کا جو حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمہ نے ڈاکٹر طاہر القادری کے لیے لکھے ہیں، یہ فتاوی ڈاکٹر طاہر القادری کی گمراہی ثابت کرتے ہیں۔

(10) مقرر کیسا ہو؟-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں آپ پڑھیں گے کہ تقریر کرنے کا اہل کون ہے، یہ کس کے لیے جائز ہے اور ایک مقرر کے اندر کون کون سی باتیں ہونی چاہییں۔

(11) غیر صحابہ میں ترضی-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہ کے علاوہ بھی ترضی (یعنی رضی اللہ تعالی عنہ) کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(12) اختلاف اختلاف اختلاف-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اہل سنت میں موجود فروعی اختلافات کے حوالے سے ہے، اس میں اس بات کا بیان ہے کہ جب کبھی علمائے اہل سنت کے مابین کوئی مسئلہ اختلافی ہو جائے تو اس میں کیسی روش اختیار کی جانی چاہیے۔

(13) چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ-عبد مصطفی آفیشل

واقعات کربلا کے حوالے سے اہل سنت میں بے شمار واقعات ایسے آ گئے ہیں جو شیعوں کی پیداوار ہیں، اس رسالے میں ہم نے چند واقعات کی تحقیق پیش کی ہے جو کہ اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے، اس تحقیقی رسالے میں کئی علمی نکات مرقوم ہیں۔

(14) بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)-کنیز اختر

عورتوں کی زندگی میں پیدائش سے لے کر نکاح اور پھر بعدہ کے معاملات کی اصلاح کے لیے اس رسالے کو ایک الگ انداز میں لکھا گیا ہے۔

(15) سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)-عبد مصطفی آفیشل

اسلام میں جنسی تعلقات اور اس حوالے سے جدید مسائل پر یہ رسالہ بڑے ہی عام فہم انداز میں لکھا گیا ہے اور آسان ہونے کے ساتھ ساتھ یہ رسالہ دلائل سے بھی مزین ہے۔

(16) حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق-عبد مصطفی آفیشل

حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق مشہور واقعات کی تحقیق پر یہ رسالہ لکھا گیا ہے، کئی حوالوں سے اصل روایات اور ان کی کیفیت کو انبیا کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔

(17) عورت کا جنازہ-جناب غزل صاحبہ

عورت کے جنازے کو کون کون دیکھ سکتا ہے؟ کون کون کندھا دے سکتا ہے؟ کیا شوہر کندھا نہیں دے سکتا؟ اور ایسے کئی سوالات کے جوابات آپ کو اس رسالے میں ملیں گے۔

(18) ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی-عبد مصطفی آفیشل

ایک عاشق کی بڑی دل چسپ کہانی ہے جس میں مزاح ہے، تفریح ہے، سبق ہے اور عبرت ہے۔ اس واقعے کو علامہ ابن جوزی کی کتاب ذم الھوی سے لیا گیا ہے۔

(19) آئیے نماز سیکھیں-عبد مصطفی آفیشل

اس کتاب میں نماز پڑھنے اور اس سے متعلق زیادہ سے زیادہ مسائل کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اصطلاحات کو آسان انداز میں بیان کیا گیا ہے، اس کے اگلے حصوں پر بھی کام جاری ہے۔

(20) قیامت کے دن لوگوں کو کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں اس بات کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا یا باپ کے نام سے

(21) محرم میں نکاح-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں بیان کیا گیا ہے کہ ماہ محرم الحرام میں بھی نکاح جائز ہے اور اسے ناجائز کہنا بالکل غلط ہے، محرم میں غم منانا یہ کوئی اسلامی رسم نہیں

اور چاہے گھر بنانا ہو یا مچھلی، انڈہ اور گوشت وغیرہ کھانا سب محرم میں جائز ہیں۔

(22) روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ)۔عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اہل سنت میں مشہور روایتوں کی تحقیق پر مشتمل ہے، اس میں روایتوں کی تحقیق بیان کی گئی ہے۔ صحیح روایتوں کی صحت پر اور باطل روایتوں کے موضوع و بے اصل ہونے پر دلائل پیش کیے گئے ہیں، اس کے اور بھی حصوں پر کام جاری ہے۔

(23) روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ)۔عبد مصطفی آفیشل

یہ روایتوں کی تحقیق کا دوسرا حصہ ہے، اس کے اور بھی حصوں پر کام جاری ہے۔

(24) بریک اپ کے بعد کیا کریں؟۔عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ ان نوجوانوں کے لیے لکھا گیا ہے جو عشق مجازی میں دھوکا کھا کر اپنی زندگی کے سفر کو جاری رکھنے کے لیے راہ تلاش کر رہے ہیں۔

(25) ایک نکاح ایسا بھی۔عبد مصطفی آفیشل

یہ ایک سچی کہانی ہے، ایک نکاح کی کہانی، اس میں جہاں اسلامی طریقے سے نکاح کو بیان کیا گیا ہے وہیں اس پر عمل کی کوشش بھی کی گئی ہے، ہے تو یہ ایک کہانی پر اس میں آپ تحقیقی نکات بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

(26) کافر سے سود۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں آپ پڑھیں گے کہ ایک کافر اور مسلمان کے درمیان سود کی کیا صورتیں ہیں؟ اور ساتھ ہی لون، بینک اور ڈاک سے ملنے والے منافع پر علمائے اہل سنت کی تحقیق بھی شامل رسالہ ہے۔

(27) میں خان تو انصاری۔عبد مصطفی آفیشل

اسلام میں قوم، ذات اور برادری وغیرہ کی اصل پر یہ ایک تحقیقی کتاب ہے، اس مساوات کو قائم کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، کفو کے مسئلے پر تحقیقی مواد بھی شامل کتاب ہے۔

(28) روایتوں کی تحقیق (تیسرا حصہ)۔عبد مصطفی آفیشل

یہ روایتوں کی تحقیق کا تیسرا حصہ ہے، اس کے دو حصوں کا ذکر ہم کر آئے ہیں، اس کے چوتھے حصے پر کام جاری ہے۔

(29) جرمانہ۔عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ مالی جرمانے کے متعلق لکھا گیا ہے۔ مالی جرمانہ فقہ حنفی میں جائز نہیں ہے اور اسے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

(30) لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟۔عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اولیا کی ایک خاص حالت کے بیان میں ہے جسے "سکر" اور "شطحیات" وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس تعلق سے اہل سنت کے معتدل موقف کو دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ ان کے لیے دعوت فکر ہے جو افراط و تفریط کے شکار ہیں۔

(31) تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام۔عرفان برکاتی

یہ اعلی حضرت، امام احمد رضا بریلوی کی کتاب شمول الاسلام پر تخریج ہے۔

(32) اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)۔عرفان برکاتی

اس کتاب میں اصلاح معاشرہ کے لیے احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اصلاح معاشرہ کے حوالے سے یہ ایک اچھی کتاب ہے۔

ABOUT US

Abde Mustafa Official is a team from **Ahle Sunnat Wa Jama'at** working since 2014 on the Aim to propagate **Quraan and Sunnah** through electronic and print media.

We are :

blogging, publishing books and pamphlets in multiple languages on various topics, running a special matrimonial service for Sunni Muslims.

Visit our official website :

www.abdemustafa.in

about thousands of articles & 200+ pamphlets and books are available in multiple languages.

E Nikah Matrimony

if you are searching a Sunni life partner then **E Nikah** is a right platform for you.

Visit **www.enikah.in**

Or join our Telegram Channel

t.me/enikah (search "E Nikah Service" in Telegram)

Follow us on Social Media Networks :

/abdemustafaofficial

For more details WhatsApp **+91 91025 20764**

OUR BRANDS :

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

enikah E NIKAH MATRIMONY SERVICE

www.muftiakhtarrazakhan.com